عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۱۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے پینے کی عاداتِ مبارکہ

از قاری حکیم محمد یونس ایم اے دواخانہ ختم نبوت راولپنڈی

کھانے پینے کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ خود کو کسی خاص غذا کا پابند نہ بناتے کہ اس کے علاوہ کسی اور غذا کا استعمال آپ کے لئے دشوار ہو اس لئے کہ یہ طبیعت کے لئے مضر ہے اور کبھی کبھی اس سے طبیعت پر بڑا وزن پڑتا ہے۔ اگر عادت کے خلاف غذا استعمال نہ کرے تو پھر نہ کھانے کے سبب کمزوری کا اندیشہ ہے۔ ہلاکت کا خطرہ ہے اور اگر خلاف عادت کوئی غذا استعمال کرتا ہے تو طبیعت اسے قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو اس سے نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے کسی ایک انداز کے کھانے کا معمول خواہ وہ عمدہ ترین غذا کیوں نہ ہو ایک زبردست خطرہ ہے۔

بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اپنے شہر کے باشندوں کے مزاج کے مطابق ہی غذا استعمال کرتے خواہ وہ از قسم گوشت ہو یا پھل ہو یا روٹی ہو یا کھجوریں ہوں۔ اگر ماکول و مشروب یعنی کھانے اور پینے کی چیزوں میں سے کسی ایک میں ایسی کیفیت ہو جس کے توازن اور اصلاح کی ضرورت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اصلاح اس کی ضد سے کرتے۔ اور ممکن طریقے سے توازن کرتے۔ اگر دشوار ہوتا تو اسی انداز سے تناول فرما لیتے۔ مثال کے طور پر آپ کھجور کے استعمال کے وقت تربوز کو بھی ملا لیتے تاکہ کھجور کی حرارت اور تربوز کی برودت سے توازن پیدا ہو جائے۔ اگر یہ چیز دستیاب نہ ہوتی تو آپ اپنی خواہش کے مطابق اور حسب ضرورت غذا استعمال کرتے۔

اگر کھانے سے طبیعت گریز کرتی تو آپ نہ کھاتے۔ اور طبیعت کو کھانے پر زبردستی آمادہ نہ کرتے یہی حفظانِ صحت کا بنیادی اصول ہے۔ کیونکہ انسان جب طبیعت کی گریز کے باوجود اور خواہش صادق نہ ہونے پر بھی کھا لیتا ہے تو نفع سے کہیں زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

چنانچہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما عاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاماً قط ان اشتہاہ اکلہ والا ترکہ ولم یاکل منہ ولما قدم الیہ الضب المشوی لم یاکل منہ فقیل لہ اھو حرام قال لا ولکن لم یکن بارض قومی فاجد اعافہ ط

ترجمہ: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے اور اسے تناول نہ فرماتے۔ چنانچہ جب گوہ کا بھنا گوشت آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہیں کھایا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن ہمارے سرزمین عرب کا یہ جانور نہیں۔ اس لئے میری طبیعت اس سے گریز کرتی ہے۔

اس میں آپ نے اپنی عادت اور خواہش کی رعایت فرمائی چونکہ عرب میں اس کے کھانے کا رواج نہ تھا اور آپ کی خواہش بھی نہ تھی اس لئے آپ خود اس سے رک گئے اور جس کو اسے کھانے کی خواہش تھی اسے منع بھی نہ کیا اور حکم دیا کہ جو عادی ہو اسے کھائے۔

آپ کو گوشت بہت پسند تھا اور دست کا گوشت تو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے بالخصوص بکری کے اگلے دست کا۔ اس لئے اسی میں زہر ملا کر آپ کو کھلایا گیا تھا۔ صحیحین میں روایت ہے کہ:

اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ ط

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے میں گوشت پیش کیا گیا اور دست کا گوشت آپ کی طرف بڑھایا گیا اور آپ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔

حضرت ابو عبید نے ضباعہ بنت زبیر کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی۔ آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اپنی بکری میں سے ہمیں بھی کھلانا۔ انہوں نے قاصد سے کہا کہ اب تو صرف گردن ہی باقی رہ گئی ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجوں۔ قاصد نے واپس جا کر جب آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ جاؤ اور اس سے کہو کہ وہی بھیج دے۔ اس لئے کہ بکری کا اگلا حصہ ہے اور بکری کی گردن کا گوشت میرے زیادہ قریب اور اذیت سے دور ہوتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ بکری کے گوشت میں سب سے لطیف حصہ گردن، پہلو یا دست کا گوشت ہوتا ہے اس کے کھانے سے معدہ پر گرانی نہیں ہوتی اور زود ہضم بھی ہوتا ہے اور غذا کے سلسلے میں ایک اصولی بات ہے کہ جس غذا میں یہ تین اوصاف پائے جائیں وہی اعلیٰ درجے کی غذا ہوگی

پہلا وصف: یہ کہ غذا کثیر النفع ہو اور اعضاء پر پوری طرح اثر انداز ہو۔

دوسرا وصف: غذا لطیف ہو کہ معدہ گرانی نہ محسوس کر سکے بلکہ معدہ پر ہلکی ہو۔

تیسرا وصف: غذا زود ہضم ہو۔

غذا کی بہترین قسم ان خوبیوں کی حامل ہوتی ہے۔ اگر اس غذا کا تھوڑا حصہ بھی استعمال کر لیا جائے تو وہ کثیر مقدار کی غذا سے کہیں زیادہ نفع بخش ثابت ہوگی۔

آپ حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے اور یہ تینوں چیزیں یعنی گوشت، شہد اور حلوہ سب سے عمدہ ترین غذا ہے اور یہ بدن، جگر اور اعضاء کے لئے بیحد مفید ہے۔ اگر کوئی ان چیزوں کو بطور غذا استعمال کرے تو اس سے صحت و قوت کی حفاظت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

> محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
> اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۵ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ بمطابق ۴ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۱۴

مدیر مسئول: ——— عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ بعد از خدا	۲
۲۔ نعت رسول مقبولؐ	۴
۳۔ ملاوی میں قادیانی عیسائی گٹھ جوڑ (اداریہ)	۵
۴۔ رحمت عالم ہیں محمدؐ	۶
۵۔ مسیحیت کامل آخری دین نہیں	۷
۶۔ امن عالم اور سیرت نبویؐ	۸
۷۔ خوشنودی دل	۱۰
۸۔ فتح مکہ	۱۱
۹۔ اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا	۱۲
۱۰۔ پاکیزگی اخلاق	۱۳
۱۱۔ عقیدۂ ختم نبوت	۱۴
۱۲۔ صبر کا پھل میٹھا	۱۵
۱۳۔ حقوق والدین	۱۶
۱۴۔ امت محمدیہؐ کی فضیلت و اہمیت	۱۷
۱۵۔ چلتے چلتے	۱۸
۱۶۔ ایک فرانسیسی نومسلم کے تاثرات	۲۰
۱۷۔ زبان کی تباہ کاری	۲۱
۱۸۔ بکھرے موتی	۲۲
۱۹۔ حمیت تیموری کا آخری نشان	۲۳

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۹۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ــــ طابع: سید شاہد حسن ــــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــــ مقام اشاعت: ۱۰۳ نیو رضویہ لائن کراچی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک بقاپوری

چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ
سارے عالم پر چھڑک دو گنبدِ خضرا کا رنگ

جب محمد مصطفےٰ تشریف لائے دہر میں
گلستانوں کو جلا دینے لگا صحرا کا رنگ

عرصۂ عالم میں لہرائے لوائے مصطفےٰ
رہبروں میں گر نظر آئے شہِ بطحا کا رنگ

خونِ دل سے آبیاری کر گیا سبطِ نبی
کہہ رہا ہے یہ گلستاں میں گلِ لالہ کا رنگ

خلقِ مسلم دیکھ کر پھر سر عقیدت سے جھکیں
ہم اگر چاہیں بدل دیں اس طرح دنیا کا رنگ

فرق ہے ادیان میں تعلیم کا تاثیر کا
آبِ زمزم کی چمک سے ماند ہے گنگا کا رنگ

دین ان سے ہے درخشاں اور دنیا ضو فشاں
ہمنشیں کتنا مکمل ہے مرے آقا کا رنگ

اے مبارک ظرف تھا بے مثل یہ سرکار کا
تھا شدائد میں بھی یکساں چہرۂ زیبا کا رنگ

ملاوی میں عیسائی قادیانی مشنریوں کا مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ

حکومت سعودی عرب، رابطہ عالم اسلامی اور حکومتِ پاکستان سے درخواست

ماہنامہ افکار ملی دہلی بابت ماہ جولائی ۱۹۹۲ء نے عالم اسلام کے عنوان سے کئی اسلامی ملکوں کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ رپورٹ میں ملاوی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہاں عیسائی مشنریاں جال پھیلا کر ملاوی کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہیں۔ ملاوی کے سادہ لوح مسلمان انکا خاص نشانہ ہیں۔

عیسائی مشنریاں یہاں پر موجود قادیانی کافروں اور زندیقوں سے ساز باز کر کے غریب مسلمانوں کی معاشی بہبود اور تعلیم کے نام پر تبدیلی مذہب کا کاروبار چلا رہی ہیں رپورٹ کے مطابق بعض دیہاتوں میں کچھ افراد کی تنہ ذہنی صفائی کی گئی ہے کہ انہوں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔

رپورٹ میں خاص طور پر اس مسئلہ پر تشویش ظاہر کی گئی ہے کہ جو مسلم بچے ان کے سکولوں میں داخل ہوتے ہیں انہیں ایک مضمون بطور اسلامی تعلیمات پڑھایا تو جاتا ہے لیکن وہ اسلامی تعلیمات قادیانی اور عیسائی تعلیمات کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ان اداروں کا اسلامی نصاب، تحریف شدہ ہوتا ہے اس لئے اس صورت حال کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ملاوی میں اشاعت اسلام پر کوئی پابندی نہیں لیکن تربیت یافتہ افراد کی کمی ہے۔

ایک سروے کے مطابق یہاں پر پانچ سو مساجد ہیں جبکہ ائمہ مساجد کا شمار صرف ۱۲۰ تک ہی پہنچتا ہے یہاں کی بیشتر مساجد پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں نے تعمیر کرائی تھیں۔ مساجد میں حفظ قرآن مجید اور ناظرہ کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ عربی، انگریزی اور اسلامی تعلیمات کی تدریس کا اہتمام کرنے کی بھی کوششیں کی گئیں لیکن بعد میں انتظامی اور مالی دشواریوں کے سبب یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

رپورٹ میں مسلم زعماء سے اپیل کی گئی ہے کہ اس سے قبل کہ یہاں عیسائیت اور قادیانیت کے متحدہ محاذ کی سازشیں کامیاب ہوں یہاں کے لئے درکار ائمہ مساجد اور مدرسین و مبلغین کی فراہمی کا بندوبست کریں اور مشنریوں اور قادیانی سرگرمیوں کے خلاف کوئی سخت موقف اپنائیں۔

قادیانی۔ عیسائی گٹھ جوڑ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ قادیانیت کی نیو ہی عیسائیوں نے اٹھائی مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے تو یہ بات لکھی ہے کہ ہم برصغیر میں ایسا نظام تعلیم رائج کریں گے جس کے ذریعے اگر مسلمان عیسائی نہ بھی ہوئے تو وہ مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ ٹھیک ہے کہ انگریز نے ایسا نظام تعلیم رائج کیا جس کے فروغ و رواج سے مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلامی روح نکل چکی ہے وہ فیشن اور مغربی رسم و رواج اور تہذیب و تمدن میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

لیکن انگریز نے صرف نظام تعلیم ہی کے ذریعے اپنا کام نہیں کیا بلکہ اس نے ایسے گروہ، جماعتیں اور افراد کھڑے کئے جنہوں نے مسلمانوں کو مسلمان نہ رہنے دیا اسلامی طور طریق کے مقابلے میں ایسی ایسی رسوم ایجاد کیں جن سے یہاں کا مسلمان بھول بھلیوں میں پھنس گیا اور یہ سوچنے لگا کہ اصل اسلام کیا ہے؟ اور نقلی اسلام کیا ہے؟

انہیں افراد میں سے ایک بدبخت اور ملعون مرزا قادیانی بھی ہے جس سے انگریز نے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ وہ بدبخت بظاہر عیسائیت کے خلاف تقریریں کرتا تھا لیکن عیسائی اور عیسائی حکومت نے اس کے راستے میں کوئی روڑے نہیں اٹکائے اور اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو اس نے صاف طور پر کہہ دیا کہ مسلمان قوم ایک وحشی، درندہ صفت اور جذبہ جہاد سے سرشار قوم ہے جن کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جہاد کو قیامت تک جاری قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق وہ یہود و نصاریٰ کے دشمن ہیں ان کے دل میں ان دونوں قوموں کے خلاف نفرت و حقارت کا ایک الاؤ روشن ہے۔ جب تک میں عیسائیوں اور پادریوں کے متعلق سخت زبان استعمال نہ کروں تو یہ وحشی قوم میری بات پر دھیان نہیں دے گی اس لئے میں عیسائیوں

باقی صفحہ ۱۰ پر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ عالم ہمارے ہیں

تحریر: یاسر فرحانے

دنیا میں بے شمار نبی آئے۔ بے شمار عظیم ہستیاں گزریں۔ ان سب میں بے شمار خوبیاں اور عظمتیں تھیں مگر خدا نے ہمارے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن صفات اور جن خوبیوں سے نوازا تھا اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہیں جن فضائل خصوصیات سے سرفراز فرمایا۔ وہ دوسرے کے حصے میں نہیں آئیں۔ آپ کی سب سے بڑی فضیلت اور عظمت یہ تھی کہ آپ کو اللہ نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا یعنی آپ دنیا میں رحمت للعالمین بن کر آئے جس کا تذکرہ حالی نے اپنی مسدس حالی (مدوجزر اسلام) میں اس طرح کیا ہے ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

آپ اس دنیا کے لئے سراپا رحمت تھے جس کا عملی ثبوت آپ زندگی بھر بہم پہنچاتے رہے دوست تو دوست دشمنوں کے بھی کام آتے۔ دشمنوں سے بھی وہ حسن سلوک کرتے کہ آج دنیا ان کی اس اخلاقی جرأت پر حیرت زدہ ہے ساری دنیا آپ کے اعلیٰ حسن اخلاق کا دل سے اعتراف کرتی ہے آپ خلق عظیم کی زندہ جاوید تصویر تھے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ صرف ایک محدود دعویٰ نہیں ہے بلکہ عام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعویٰ کو اپنے قول و فعل سے سچ کر دکھایا۔ صدہا سال گزر گئے مگر آج تک کسی دشمن کو بھی اس دعویٰ کو جھٹلانے کی ہمت نہیں ہو سکی۔

حضورؐ ایسے علاقے میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے جو اخلاق اور معاشرتی اعتبار سے پستی کے اہم مدارج پر فائز تھے ان کے اندر بے شمار برائیاں اور خرابیاں تھیں۔ جس کی تصویر کچھ اس طرح خواجہ الطاف حسین نے کھینچی ہے ؎

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

ان کو ایسے لوگوں کے درمیان بھیجا گیا جو ہر طرح کی برائیوں اور خرابیوں میں مبتلا تھے اور ایسے لوگوں میں آکر انہوں نے جو خدا کا پیغام پھیلایا وہ ان کے اعلیٰ اخلاق، صبر و تحمل، ان کی فراست ان کی بصیرت کی نہایت روشن مثال ہے بلکہ ایسی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ کی آمد سے پہلے غلامی کا رواج عام تھا عرب میں یہ دستور تھا کہ لوگ لڑکیوں کے پیدا ہونے کو بھی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ شراب جوا ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ذرا ذرا سی بات میں لڑ پڑتے تھے اور وہ لڑائی صرف دو شخصوں تک محدود نہیں رہتی تھی بلکہ بڑھتے بڑھتے یہ لڑائی قبیلوں تک پہنچ جاتی تھی۔

مگر ان کی مذموم حالت زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہی اور اللہ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور خداوند تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا رحمت بنا کر ان کے درمیان بھیجا اور خداوند تعالیٰ نے کایا پلٹ کر رکھ دی یہ عظیم انقلاب صرف عرب تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ دنیا کے بہت بڑے حصے سے سیاہ دور کا خاتمہ ہو گیا غلامی کی زنجیریں ٹوٹیں۔ برائیاں ختم ہوئیں اور شمع ہدایت کی روشنی ساری دنیا کو منور کر گئی۔ عرب کی سرزمین جو جہالت کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ وہاں سے ایسی ایسی عظیم شخصیتیں اٹھیں جنہوں نے ساری دنیا کو اپنے علم و فضل سے متاثر کیا اور ساری دنیا کو فیض پہنچایا اور یہ سب حضورؐ کی تعلیمات سے ممکن ہو سکیں۔

آپ نے جب شرک کی مخالفت کی ان کو توحید کا

باقی صفحہ ۲۴ پر

مسیحیت مکمل اور آخری دین نہیں اور مسیح خاتم الانبیاءؑ نہیں کیونکہ.....

از: مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

۱۔ فرمان مسیح ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کروگے اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دہندہ) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یوحنا باب ۱۴، آیت ۱۶۔

۲۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دینے والا) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے (یعنی میری پیشگوئی کے مطابق) بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ یوحنا ۱۴ ۔ ۲۶،۲۵) چنانچہ مسیح کی تمام باتیں بمع پیشگوئی کے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتلائیں

۳۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار (خدا کی بادشاہت قائم کرنے والا شہنشاہ دوعالم خاتم الانبیاءؐ) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ یوحنا ۱۴/۳۰ (یعنی اس کے مقابلہ میں میری کچھ حیثیت نہیں کیونکہ وہ خاتم الانبیاءؐ ہے) اب دنیا کا سردار یعنی مسیح دنیا سے رخصت ہو جائیگا) نکال دیا جائیگا۔ یوحنا ۱۲/۳۱۔

۴۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ (یعنی وہ نبی یوحنا ۱/۲۱) یعنی سچائی کا روح (صادق و امین مکاشفہ ۱۹/۱۱) آئیگا تو تم کو سب سچائی کی راہ دکھائے گا (تمت کلمت ربک صدقا و عدلا) اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا (سورۃ نجم ۳ و ۴) اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا یوحنا ۱۶/۱۳،۱۴

۵۔ قول پولس: نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائیگا کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے۔ اور ہماری نبوت ناتمام لیکن جب کامل آئیگا (الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان کرنے والا) تو ناقص جاتا رہے گا۔ کرنتھیوں ۱۳/۸،۱۰

۶۔ کیونکہ روح القدس اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں اعمال ۱۵/۲۸

۷۔ پس میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں لیکن اگر ضبط نہ کر سکیں تو بیاہ کر لیں کرنتھیوں ۷/۸،۹۔ بقول پطرس جب کلام کی تاویل جائز نہیں ہو سکتی تو براہ راست احکام کیسے منسوخ کئے جا سکتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔ پطرس ۲ ۱/۲۰،۲۱

۸۔ کنواریوں کے بارہ میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن دیانتدار ہونے کے لئے جیسا کہ خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا اس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں۔ کرنتھیوں ۱ ۷/۲۵۔

برادران کرام ملاحظہ فرمایئے کہ جناب مسیح تعلیم الٰہی کو مکمل کرنے والے اور (ازروئے تعلیم و نبوت) ہمیشہ رہنے والے رسول معظمؐ کی بمع متعدد علامات کے کتنی وضاحت سے پیشگوئی فرما رہے ہیں کہ وہ شاہ دوعالم میری پیشگوئی کے مطابق میرے بعد میں آئے گا اور ہمیشہ رہے گا۔ تعلیم الٰہی یعنی دین کو مکمل کردیگا وہ عظیم ہستی ہے کہ ازروئے کوئین املاکی ۳/۱ یوحنا ۱/۲۱ بمطابق استثناء ۱۸/۱۸ کا مصداق وہ مکاشفہ ۱۹/۱۱ کا مصداق سچا اور برحق اور عظیم نام والا ہوگا۔ وہ آکر تکمیل دین اور اقامت عدالت کا فریضہ ادا کرے گا۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

الحمد للہ
ماہنامہ
الہادی

اللہ کے فضل و کرم سے اپنے سفر کا آغاز کر چکا ہے۔ ماہنامہ الہادی میں آپ ہر ماہ یہ کچھ پڑھیں اور پائیں گے۔ تشریحات قرآن مقدس و احادیث نبویؐ عقیدت و عظمت اصحاب رسولؐ، احوال انبیاء کرام علیہم السلام و سیرت اولیاء کرامؒ، اقوام عالم کی تاریخ عروج و زوال، گلہائے عقیدت و پھول حمد و نعت، اخلاقی اصلاحی اشعار، سچے نصیحت آموز حکایات و واقعات، لطائف و امثال، روحانی تشخیص و علاج۔ ماہنامہ الہادی کے مطالعہ کرنے سے انشاء اللہ دنیا و آخرت سنور جائے گی دل و ذہن کو سکون ملے گا، عقائد کی درستگی و اصلاح ہوگی۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ خریداری میں تعاون فرمائیں۔ ماہنامہ الہادی ایک مبارک دینی رسالہ ہے اس کی اشاعت میں حصہ لینا ہم سب کا اسلامی، اخلاقی فرض ہے۔

ماہنامہ ہدیہ آٹھ روپے، سالانہ نوے روپے۔

رجوع فرمائیں

ادارہ صدیقیہ نزد حسین ڈی سلوا بلڈنگ
گارڈن ویسٹ کراچی ۲/۳، کوڈ ۷۴۵۵۰، فون ۲۲۰۳۳۳

امنِ عالم سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

از: حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب

امن و سلامتی کا موضوع موجودہ دور میں جس قدر اہمیت کا حامل ہے پہلے شاید کبھی نہیں رہا اور اس کے حصول کے لئے انسانیت جس قدر قربانیاں دے چکی ہے، شاید کسی دوسرے مقصد کے حصول کے لئے اتنی قربانیاں نہ دی ہوں، مگر ہنوز امن و سلامتی کے اصل ثمرات کے سائے سے محروم ہے۔ شر پسندی اور دہشت گردی کا عروج ہے۔ امن و امان دنیا کے خطے سے معدوم ہے اور انسان اپنے ہی ہاتھوں اس قدر اسلحہ اور تخریب کاری کا سامان بنا چکا ہے کہ اسے ٹھکانے لگانے کے لئے مختلف قوموں اور علاقوں میں جنگوں اور فسادوں کی پشت پناہی کر رہا ہے اور یہی نہیں بس نہیں بلکہ جو اسلحہ اور آلاتِ تخریب کاری بن چکے ہیں وہ امن عالم کے لئے ہر وقت خطرہ بنے ہوئے ہیں اور نہ جانے کتنے چرنوبل پلانٹ پلک جھپکنے میں انسان کا چین و سکون اس سے چھین سکتے ہیں۔ مسافر گاڑیاں اور بسیں دھماکوں کی نظر ہو رہی ہیں۔ بھرے بازار بم کی ایک افواہ سے خالی ہو جاتے ہیں ــــ جلسے اور جلوس آتشیں اسلحہ سے تہ و بالا کئے جا رہے ہیں۔ بھرے بازار بم کی ایک افواہ سے خالی ہو جاتے ہیں، اور ہر نگاہ متجسس اور ہر دل اچانک کسی طرف سے گولی لگ جانے کے خطرے سے گھبرایا ہوا ہے۔ زرخیز گذرگاہوں میں اسمگلنگ ہے اور نہ کہ ملک بڑے شہروں اور محلات انسان کو قتل و غارت گری اور اغوا کی وارداتوں سے پناہ دے رہے ہیں اور اسلحہ کے پجاری انسانیت کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مذاکرات و معاہدات کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ آج دہشت گردی اور قتل و غارت گری علم و تہذیب کے لباس میں رقص نادیدہ ہے۔ اور انسانیت کو امن و سلامتی کی جس قدر آج ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ دہشت گردی اور تخریب کاری کی وبا اور دباء کا علاج اس وقت تک ممکن نہیں جب تک رسول الامن والاسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امن و سلامتی کے عالمی منشور کو اپنا کر آپ کے دامن عفو و درگزر میں پناہ نہ لے لی جائے۔

اگر ہم چشم تصور سے ماضی کے دریچہ میں جھانک کر دیکھیں تو آج سے چودہ سو برس پہلے بھی عالم انسانیت کچھ ایسے ہی فتنہ و فساد سے دوچار تھا۔ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا دور دورہ تھا۔ انسان قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا تھا، عفت و عصمت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی تھی۔ قرابتوں کو قطع کیا جاتا تھا، پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی تھی۔ زبردست کمزور کو کھا رہا تھا۔ ایسے عالم میں مکہ کی سنگلاخ وادی سے ایک آواز اٹھتی ہے۔ امن و سلامتی کی آواز۔ پیار محبت کی آواز۔ نفرتوں اور عداوتوں کے خلاف جہاد کی آواز۔ یہ آواز محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔ محسن انسانیت کی آواز ہے۔ امن و سلامتی کے پیکر کی آواز ہے جس نے غبار راہ کو فروغ وادی سینا بخشا۔ جس نے بتایا کہ میرا تو دین ہی امن و سلامتی ہے۔ اسلام سلامتی سے ماخوذ ہے اور ایمان امن سے ماخوذ ہے۔ اگر عربی لغت کے اعتبار سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس کا مادہ ہے جس کے معنی امن و سلامتی والا ہونے کے ہیں اور باب افعال میں یہ ہے جس کے معنی اپنے جذبات کو قربان کرتے ہوئے سر تسلیم خم کر دینا ہے اور مسلمان کہلانے کا وہی مستحق ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ مگر امن و سلامتی اور صلح و آشتی کے پیامبر کی انسانیت نے قدر نہیں کی۔ وہ آواز جو انسانیت کے لئے آب حیات تھی۔ انسان نما بھیڑیئے اسے دبانے پر تل جاتے ہیں، اسے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔

تاریخ دیکھتی ہے کہ انسانیت کو امن و آشتی کا عالمگیر پیغام دینے والا غار حرا سے اتر کر سوئے قوم آتا ہے اور کوہ صفا پر انسانیت کے سامنے سلامتی کا نسخہ کیمیا پیش کرتا ہے۔ امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔ دنیا سے تخریب کاری اور دہشت گردی کے خاتمہ کا پروگرام پیش کرتا ہے مگر اس کے جواب میں اسے قوم کی طرف سے ــــــــــ اس کی ہمت افزائی نہیں کی جاتی بلکہ اسے مخالفتوں کے سیلاب بیکراں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مکہ کے گلی کوچے جہاں وہ پل کر جوان ہوا تھا، اس کے لئے تنگ ہو جاتے ہیں۔ اس کے آبائی وطن اور شہر میں اس کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے اور در و دیوار اجنبی ہو جاتے ہیں۔ اپنے بیگانے بن جاتے ہیں۔ مگر وہ ہمت نہیں ہارتا بلکہ امن عالم کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے طائف کا رخ کرتا ہے۔

پہاڑ کی فلک بوس چوٹی سے طائف کی وادی میں جھانک کر دیکھیں تو امن عالم کے پیامبر صلح و آشتی کا پیام لئے طائف کے گلی کوچوں میں سب و شتم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ سنگ باری سے لہولہان ہو رہے ہیں۔ اور جب دست قدرت ان ظالموں کو مشین کی چکی میں پیس کر تہس نہس کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آپ کا شان امن و سلامتی کو یہ گوارا نہیں ہوتا۔ آپ کے زخموں سے چور جسم سے دست دعا بلند ہوتے ہیں اور پیار بھری دعا سے ان کی ہلاکت کے بجائے ان کے لئے اسلام جو کہ امن و آشتی کا دوسرا نام ہے، کی ہدایت کی درخواست کرتے ہیں۔

جب ہم تاریخ کے پردہ حساس پر نگاہ ڈالتے ہیں تو

ہمیں امن و سلامتی کے زندہ اور درخشندہ نقوش رہتی دنیا تک صلح و آشتی کے اس عظیم پیامبرؐ کی عظمتوں کے ترانے گاتے نظر آتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی وادی پر سایہ فگن بوڑھا آسمان عجیب و غریب متضاد مناظر کا نظارہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ ایک طرف دیکھتا ہے کہ مکہ والوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آپؐ امن و امان کی بقا اور تحفظ کی خاطر یار و وطن کو چھوڑ کر ہجرت پر آمادہ ہو کر غریب الدیاری کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں آبائی وطن کی قربانی دیتے ہیں۔ عزیز و اقارب کی قربانی دیتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں اس شہر سے نکلتے ہیں جسے اللہ نے ازل سے امن و سلامتی کا گہوارہ بنایا تھا انہیں اگر افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ وہ مرکز انسانیت جو عالم انسانیت کے لئے مرکز رشد و ہدایت ہی نہیں بلکہ مرکز امن و سلامتی بھی تھا اس کے باشندے آپؐ کے امن منشور کے راستہ میں سنگ گراں بن جاتے ہیں۔ مگر رکاوٹوں کے پہاڑ اور مخالفتوں اور عداوتوں کی آندھیاں۔ نسیم امن کا راستہ روکنے میں ناکام ہوتے ہیں اور آپؐ مکہ مکرمہ سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر جا کر مدینہ منورہ میں آباد ہو جاتے ہیں۔

عام طور پر سیرت نگار اسے ہجرت مدینہ کے نام سے موسوم کرنے پر اکتفا کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ سفر ہجرت اگر ایک طرف مکہ مکرمہ سے آپؐ کے بے یار و مددگار ہو کر نکلنے کا نام ہے تو دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں فاتحانہ داخلہ کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ فتح مدینہ انسانی تاریخ کی وہ پہلی فتح کہلا سکتی ہے جو تلوار اور بھالے تیر اور نیزے کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ آپؐ کے جذبہ امن و سلامتی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ آپؐ کا خلق عظیم۔ اہل مدینہ کے قلوب کو فتح کرتا ہے جس کے نتیجے میں آپ کا داخلہ اس شان سے ہوتا ہے کہ اہل مدینہ آپؐ کے لئے چشم براہ نظر آتے ہیں۔

مدینہ منورہ کی خاک اور زرخیز زمین میں امن و سلامتی کا بیج ڈالتے ہیں اور خون شہیداں سے اسے سینچتے ہیں۔ امن و سلامتی کے اس نومولود پودے کی آبیاری کے لئے انہیں بڑی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے۔ میدان بدر میں چودہ جاں نثار داؤ پر لگانے پڑتے اور پھر میدان احد میں ستر (۷۰) قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے امن پیشانی زخمی کرانی پڑتی ہے۔ دندان مبارک شہید کرانے پڑتے ہیں۔ چہرہ انور خون آلود ہوتا ہے مگر یہ خون شہیداں رائیگاں نہیں جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے امن و سلامتی کے پودے کو ایک تناور درخت بنا دیتا ہے اس کی جڑیں اگر زمین کی گہرائیوں میں ہیں تو شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں اور وہ ایسا شجرہ طیبہ بن جاتا ہے کہ آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط پہ اگر ایک نگاہ ڈالی جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ڈیڑھ ہزار جاں نثاروں اور فدائیوں کے ہوتے ہوئے جو آپؐ کے اشارہ ابرو پر جان کی بازی لگانے کو اپنا ایمان سمجھتے تھے آپؐ ہر شرط میں دب کر صلح کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں فریق مخالف مشتعل کرنے کیلئے من مانی شرائط پیش کرتا ہے۔ مگر آپؐ امن و سلامتی کے حصول کی خاطر ہر بات قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔

اور پھر فتح مکہ کے موقع پر چشم فلک امن و سلامتی کا ایک انوکھا نظارہ کرتی ہے۔ آٹھ سال کی مسلسل محنت و کاوش کے بعد جب آپؐ مکہ مکرمہ کی طرف امن مارچ کا اعلان کرتے ہیں تو آپؐ کے پرچم امن کے زیر سایہ دس ہزار جاں نثار امن و آشتی کے لئے اپنی جانیں لٹا دینے کا عزم لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں اور دنیا دیکھتی ہے کہ جہاں سے آپؐ کو کسمپرسی کے عالم میں نکلنا پڑا تھا۔ آپؐ کے بے کس و بے بس فدائیوں کو ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا جاتا تھا وہاں آج آپؐ فاتحانہ شان سے داخل ہو رہے ہیں۔ اور ایک فاتح اپنی مفتوح قوم کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرتا۔ تاریخ نے یہ منظر فراموش نہیں کیا تھا جب کہ آتش انتقام کو بجھانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم کا کلیجہ نکال کر چبایا گیا اور تاریخ نے وہ منظر بھی دیکھے ہیں جب کہ فاتح نے مفتوح قوم کی کھوپڑیوں سے مینار تعمیر کئے اور لاشوں کو سڑک پر پھینکا کر۔ جذبہ انتقام کو فرو کرنے کے لئے اس پر چلا گیا اور آج کے تہذیب و تمدن کے دور میں اسرائیل نے فلسطین و لبنان میں امریکہ نے ویت نام میں اور روس نے افغانستان میں اور اسٹالن نے بخارا اور سمرقند کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا انسانیت اس کے تصور ہی سے بلبلا اٹھتی ہے۔

مگر یہاں مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت فاتح اور مفتوح کا تصور پیش نہیں کیا جاتا بلکہ اس تاریخ ساز موقع پہ شان عبدیت کا اظہار کچھ عجیب نرالے انداز سے ہوتا ہے۔ اپنی عسکری قوت اور فتح و غلبہ کے نشہ میں آنے کے بجائے اونٹنی پر سوار سیاہ عمامہ باندھے ہوئے اپنے مولا کے حضور جبین نیاز جھکائے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ آپؐ کی زبان مبارک عجز و انکساری میں ڈوبے ہوئے یہ ایمان افروز کلمات ہیں۔

آپؐ کا منادی امن تاریخ ساز اعلان کرتا ہے۔

"جو ہتھیار ڈال دے امن میں ہے، جو گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے۔

جو ابو سفیان کے گھر میں آ جائے وہ امن میں ہے۔"

جو خانہ کعبہ میں آ جائے وہ امن میں ہے۔

اور تاریخ کے حساس پردہ پر دوسرا منظر ابھرنے لگتا ہے کہ سنگریزوں پہ تیرہ سال تک ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے مجبور اور ناکردہ گناہوں کی پاداش میں تکلیفیں اٹھانے والے اپنی نگاہوں کے سامنے اپنے کو بے دست و پا دیکھ کر جانی دشمن کو بے دست و پا دیکھ کر دبی آواز سے یہ نعرہ بلند کرتے ہیں۔ "آج کشتوں کے پشتے لگانے کا دن ہے" لیکن امن و سلامتی کا داعی سپاہیوں کے اس انتقامی نعرہ کو امن و آشتی کا نعرہ بنا کر تاریخ کا ایک نیا باب لکھتے ہیں اور زبان حق ترجمان سے یہ اعلان ہوتا ہے۔

"آج جود و کرم کا دن ہے۔ عفو و درگزر کا دن ہے" اور جب بڑے بڑے جابر اور آپؐ کے سامنے نخوت گردن کئے ہوئے اپنے بھیانک اور خونریز مستقبل کا تصور لئے کانپ رہے تھے زمین ساکت تھی، آسمان حیرت سے تک رہا تھا، کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی جگہ دم بخود تھا کہ اہل مکہ کا سابقہ کردار کیا رنگ لاتا ہے اور فاتح مفتوح کے لئے کیا فیصلہ صادر کرتا ہے؟ مگر وہ زندگی بھر امن و امان سلامتی و اسلام اور صلح و آشتی کا پیغام دینے والا۔ امن برائے اقتدار نہیں، امن برائے امن، امن برائے انسانیت کا درس دینے والا۔ ایک زندہ جاوید جملہ کہہ کر تاریخ کا دھارا موڑ دیتا ہے۔ اس کی زبان وحی ترجمان سے صلح و آشتی کا بول نکلتا ہے

باقی صفحہ ۲۰ پر

خوشا وہ دل ہے جس میں آرزو تیری

از: بابو شفقت قریشی سہام

مشرکین مکہ نے ذیقعدہ سنہ ۶ ہجری میں مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا حالانکہ انہوں نے احرام باندھ رکھے تھے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے ساتھ بغیر عمرہ کی ادائیگی کے واپس مدینہ چلے گئے اور معاہدہ کی رو سے اگلے سال ذیقعدہ سنہ ۷ ہجری میں معاہدہ حدیبیہ کے شرکاء اور چند دوسرے لوگوں کو عمرہ کی ادائیگی کے لئے حکم ملا اور تعداد تقریباً ۲ ہزار تک پہنچ گئی۔ حضورؐ اپنی جماعت کے ساتھ جب عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے لئے مکہ تشریف لے گئے تو مشرکین مکہ ان کے طواف کا نظارہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ ان میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی شامل تھے۔ ان کے بھائی ولید بن ولیدؓ بھی عمرہ پر آنے والے مسلمانوں کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی خالد بن ولید کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے چنانچہ ان کے نام ایک خط دے کر واپس مدینہ منورہ چلے آئے جس نے ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ خط بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوا جس کا مضمون تھا اسلام سے تمہاری بھلوتی پر تعجب ہے تم صاحب عقل ہو، اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے کسی کو بے خبر رہنا نہایت تعجب کی بات ہے اللہ کے رسولؐ نے مجھ سے تمہارا دریافت کیا اور فرمایا کہ خالد کہاں ہے اس جیسے عاقل اسلام سے بے خبر رہے تعجب ہے اگر خالدؓ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد اور اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا ہے ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے پس اے بھائی تلافی کر اب بھی تدارک کا وقت ہے خالد بن ولیدؓ نے جب یہ خط پڑھا تو ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگا اور خاص طور پر اس جملے نے کہ حضورؐ نے تمہارے بارے میں دریافت فرمایا ہے بہت اثر کیا۔ ان ہی دنوں انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ ایک تنگ و تاریک گھاٹی میں ہیں اور ان کا دم گھٹ رہا ہے اور وہ خود کو اس میں سے نکالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں آخر کار وہ ایک سرسبز و شاداب میدان میں پہنچ گئے یہ خواب ان کے لئے مژدہ تھا چنانچہ اسلام لانے کے لئے بے قرار ہو گئے انہوں نے صفوان اور عکرمہ کو بھی قبول اسلام کے لئے مدینہ ساتھ لیجانے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ البتہ ان کے ایک دوست عثمان بن طلحہؓ ساتھ جانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ روانگی سے پہلے چند اعلیٰ نسل کے گھوڑے تحفہ کے طور پر مدینہ روانہ کئے۔

ادھر غزوۂ خندق میں مسلمانوں کی کامیابی سے خائف ہو کر عمرو بن العاصؓ حبشہ کے شاہ نجاشی کے پاس اس کا مذہب قبول کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچے بادشاہ کو سجدہ کیا اور بیش قیمتی تحائف اس کی نذر کئے۔ عین اس وقت جب عمرو بن العاصؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہ نجاشی کے دربار میں پہنچے حضور نبی اکرمؐ کے سفیر حضرت عمرو بن امیہ جعفری باہر نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ تحائف وصول کر کے جب بادشاہ خوش ہوا تو اس کی خوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمرو بن العاصؓ نے درخواست کی کہ اس سفیر کو ان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اسے قتل کر کے وہ اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کر سکیں یہ سنتے ہی شاہ نجاشی آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ اس ہستی کے سفیر کو تمہارے حوالے کر دوں جس کے پاس وحی (ناموس اکبر) آتی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتی تھی ساتھ ہی شاہ نے انہیں مشورہ دیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں کیونکہ وہ حق پر ہیں اور بہت جلد دشمنوں پر غالب آ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کے لئے ایک انقلاب پیدا کر دیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے نجاشی سے درخواست کی کہ اسی وقت حضورؐ کی طرف سے اس کی بیعت لے لیں چنانچہ شاہ نجاشی نے ہاتھ بڑھا کر ان سے اسلام کی بیعت لے لی اور وہ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں مقام ہدہ پر حضرت خالدؓ اور حضرت عثمان بن طلحہؓ سے ملاقات ہوئی۔ اب تینوں کی منزل ایک تھی۔ تینوں اس سیدھی راہ پر چل نکلے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے مقام حرہ پر پڑاؤ ڈالا۔ حضورؐ کو ان کی آمد کا پتہ چلا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہماری طرف ڈال دیا ہے۔

تینوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے خود کو تیار کیا۔ صاف ستھرا لباس زیب تن کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آ کر کہا کہ جلدی کرو اللہ کے رسول تمہارے انتظار میں ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ، آپ نے خندہ پیشانی سے وعلیکم السلام فرمایا اس کے بعد آپؓ نے کلمہ شہادت پڑھا آپؐ نے فرمایا قریب ہو جاؤ پھر فرمایا اس ذات کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے تجھے اسلام کی توفیق دی مجھے تیری عقل سے امید تھی کہ ضمیر کی طرف رہنمائی کرے گی حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بہت شرمندہ ہوں لڑائیوں میں باطل کا ساتھ دیتا رہا پھر درخواست کی یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ میرے گناہ معاف کر دے آپؐ نے فرمایا اسلام پچھلی غلطیوں کو دھو ڈالتا ہے ان کے بعد حضرت عثمان بن ابی طلحہؓ نے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا اور حضورؐ کے ہاتھ پر

باقی صفحہ [illegible] پر

فتح مکہ

مکہ سے نکالے ہوؤں کی کامیابی

از: عبدالخالق رحمانی، مظفر گڑھ

ایک دور تھا کہ مسلمان مکہ کی سرزمین پر اپنے مالک حقیقی کا اگر نام لیتے تو مکہ کے جاگیرداروں کے تن میں آگ لگ جاتی اور وہ اس آگ کو مسلمانوں کو دہکتے انگاروں پہ لٹا کر ختم کرتے۔ اور اس وقت مسلمان انگلیوں پر گنے جاتے تھے۔ آخرکار ظلم و ستم کی جب انتہا ہوئی تو محبوب رب العلمین نے ہجرت کا حکم فرمایا اور خود ابو قحافہ عثمان کے بیٹے عبداللہ ابوبکرؓ کے کندھوں پر سوار ہو کر مدینہ کی سرزمین پر پہنچے مسلمانوں کی تعداد میں وہاں اضافہ بھی ہوا اور عسکری قوت بھی بڑھ گئی۔ اور پھر کئی میدانوں میں ابوجہل کی تیار کردہ فوج کو شکست فاش دیکر اسلام کی دھاک بٹھا دی۔ پھر جب ۸ھ کا سورج طلوع ہوا تو اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ اور پھر اس سرزمین کی طرف رخ کیا جہاں سے نکالے گئے تھے۔

کفار مکہ کی حرکتیں اگرچہ اس قابل تھیں کہ جب موقع ملتا ان پر حملہ کیا جاتا مگر درمیان میں صلح حدیبیہ کا مسئلہ تھا لیکن صلح حدیبیہ جس کی اصل عمر دس سال تھی ابھی اپنی عمر کے تین سال بھی مکمل نہیں کر پائی تھی کہ کفار مکہ نے خلاف ورزیاں شروع کر دیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا عظیم لشکر لے کر مکہ کی سرزمین پر تشریف فرما ہوئے اور مدینہ کا خلیفہ ابو رہم کلثوم بن حصین غفاری یا حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔ اس عظیم الشان جرنیلوں کا عظیم لشکر دس رمضان المبارک بروز چہار شنبہ کو بعد از نماز عصر روانہ ہوا۔ یہ فوج فتح فوج مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب جب اس مقام پر پہنچی جس کو مر الظہران کہا جاتا ہے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ اگر آج مکہ والوں نے امن نہ حاصل کر لیا تو ان کا خاتمہ ہے۔ میں فوراً ایک خچری پر سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا کہ شاید کوئی مل جائے تو کہلا بھیجوں کہ پناہ کے بغیر کوئی صورت نہیں۔ میں قریب کی پہاڑی کے پاس پہنچا تو دو شخص نظر آ گئے بڑھا تو سنا۔

(ایک) یہ لشکر کس کا ہے جس کے الاؤ اور چراغوں کی روشنی سے جنگل جگمگا رہا ہے۔

(دوسرا) شاید بنو خزاعہ کا ہو۔

(پہلا) تو بہ ان کے پاس اتنا بڑا لشکر کہاں؟

اتنی دیر میں میں اور آگے بڑھ گیا تھا میں نے غور سے دیکھ کر پہچان لیا کہ ایک ابوسفیان ہیں اور دوسرے حکیم بن حزام۔ دونوں حیرت سے بولے آپ یہاں کیسے؟ میں نے واقعہ کا اظہار کیا۔ دونوں نے گھبرا کر کہا۔ اب پناہ کی کیا صورت۔ میں نے بتایا۔ صرف یہ کہ میرے ساتھ چلو اور پناہ مانگ لو۔

ابوسفیان فوراً میرے خچر پر بیٹھ گئے۔ ہم دونوں دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بولو ابوسفیان کیا اب بھی خدا کو ایک نہ مانو گے؟ ابوسفیان بولے بے شک وہ ایک ہے ورنہ دوسرا خدا میری آج مدد تو کرتا۔ اس کے بعد ابوسفیان اسلام لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو حکم فرمایا کہ مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہوں۔ اور ایک دستہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مکہ کے اوپر کی طرف سے داخل ہوا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے نیچے کی طرف سے داخل ہوئے۔ آج فاتح مکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ ایک اونٹنی سواری میں ہے۔ کالا عمامہ سر مبارک پر۔ سورہ فتح زبان مقدس پر اور تواضع اور عاجزی تمام بدن پر۔ یہاں تک کہ سر مبارک جھکتے جھکتے پالان کے قریب آ پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ شہید (موتہ) کے فرزند ارجمند حضرت اسامہؓ آپ کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے۔

رحمت للعلمینؐ کی شان دنیا کے تمام فاتحین سے نرالی ہے۔ وہی شہر وہی لوگ جنہوں نے ہجرت کے وقت اس شخص کے لئے بڑے بڑے انعام مقرر کئے تھے جو حضورؐ کو زندہ لائے یا آپ کا سر لائے۔ رحمت عالمؐ جب اس شہر میں ان ہی لوگوں پر غلبہ پا کر داخل ہوتے ہیں۔ تو مشفق دو جہاں کے سرکار کی طرف سے منادی ہوتی ہے (۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے (۲) جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے بھی امان۔ (۳) جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اسے بھی امان (۴) زخمی کو قتل نہ کیا جائے (۵) قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔ (۶) بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ (۷) اور یہاں وہی ابوسفیان جو کل تک نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تھا بلکہ دشمن گر تھا اور اُحد جیسے قیامت نما ہنگاموں کا ذمہ دار تھا آج اس پر غلبہ پا لینے کے بعد اعلان ہوتا ہے جو ابوسفیانؓ کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۸) جو حکیم بن حزامؓ کے گھر داخل ہوا اسے بھی امان ہے۔

اس اعلان کے بعد ظاہر ہے لڑائی کی گنجائش نہیں رہتی مگر اس پر بھی کچھ سر پھرے خالد بن ولیدؓ اللہ کی تلوار کے مقابلے میں آ ہی گئے۔ تو جب اللہ کی تلوار چلی تو ۲۸ کافر واصل جہنم اور ۲ مسلمان شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو گئے۔ ادھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ مبارک میں چھڑی لے کر بیت اللہ کی چہار دیواری میں داخل ہوئے تو ۳۶۰ بت نمائش

باقی صفحہ ۲۶ پر

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا!
دہر کے ظلمت کدے میں ہر سُو اُجالا کر دیا

از
راؤ محمد اسحاق
میاں چنوں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم داعی انقلاب تھے اس ہنگامہ خیز کائنات نے اگرچہ کئی انقلابات کا مشاہدہ کیا مگر جو آفتاب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اس کی ضیاء پاشیوں سے کروڑوں انسانوں کے دل اب تک حرارت اور توانائی سے آشنا ہیں۔

؎ اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ محمد عربی کا انقلاب کس نوعیت کا تھا؟ اس کا مرکز و محور کیا تھا، اور جب حضور اکرمؐ نے یہ آواز بلند کی یاایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تملکوا العرب والعجم، اے لوگو کہو نہیں معبود مگر اللہ تم عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے تو اس نعرہ انقلاب کے مطالب و معانی کیا تھے؟

اس انقلاب کا نکتہ اساسی یہ تھا کہ کائنات ارض وسما کا حقیقی بادشاہ صرف اور صرف اللہ ہے۔ وہی انسانوں کا آقا ہے وہی قانون ساز ہے وہی خالق و رازق ہے

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

نوع انسانی کے افراد برابر ہیں سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ سب انسانوں کو اپنے ہی آقا کے حضور بندگی اور عبودیت کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اگر ایک انسان اپنے جیسے انسان کے آگے جھکتا ہے تو یہ شرف آدمیت کی توہین ہے تکریم انسانیت کی تذلیل ہے حضور اکرمؐ کا انقلاب اور پیغام فکر و نظر کے زاویوں کو بدلنے کی دعوت اور قلب و روح کے سانچوں کو تبدیل کرنے کا پروگرام ہے جب آخری نبوت کا آفتاب عالمتاب چمکا تو پست انسانیت بلند ہو گئی ذرے آفتاب سے چشمک زنی کرنے لگے مجبوروں اور مقہوروں کو ظالم انسانوں سے ٹکرانے کا حوصلہ بلند ہوا۔ غلاموں نے آقاؤں کے خیموں کی طنابیں توڑ ڈالیں شوکت کسریٰ اور شان قیصری خاک میں مل گئی اور اخوت و مساوات کی بنیادیں استوار ہو گئیں۔

؎ وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

حضورؐ کی دعوت حریت فکر و نظر کی دعوت تھی اخوت و مساوات کا پیغام تھی دنیا نے انقلاب فرانس بھی دیکھا جس کے نعرے حریت، اخوت اور مساوات تھے

LIBERTY ، FRATERNITY
EQUALITY

چشم فلک نے روس کا انقلاب بھی دیکھا جو غریبوں اور مزدوروں کو انسانیت کے اعلیٰ مقام پہ فائز کرنے کا عزم لے کر بپا ہوا۔ لیکن انسانیت ان انقلابات میں کہاں بلند ہوئی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انسان اور زیادہ ذلیل ہوا۔ یورپ میں اب بھی گورے اور کالے ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں جنوبی افریقہ کی گوری حکومت افریقیوں کو جانوروں سے بھی بدتر گردانتی ہے اشتراکی انقلاب نے مزدوروں کو سرمایہ داروں کے خلاف صف آرا تو کر دیا لیکن جب ہنگری اور چیکوسلواکیہ کے مزدوروں اور دانشوروں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا تو انہیں ٹینکوں سے روند دیا گیا جب پولینڈ کے مزدوروں نے اپنا حق مانگا تو اشتراکی انقلاب کے دعویداروں نے انسانیت سوز سلوک کیا۔ اس کے برعکس اسلامی انقلاب قلب و نگاہ کی پاکیزگی کا پیغام ہے فکر و نظر کی عفت کا داعی ہے اس انقلاب نے نبی اکرمؐ کی زیر قیادت انسانوں کی ایک ایسی جمعیت تیار کی جس کے نمونے چشم فلک نے ایک بار دیکھے اور دوسری بار دیکھنے کی خواہش میں لیل و نہار کروٹیں لے رہے ہیں۔ اسلام کا انقلاب تو ایسا ہے کہ ایک نوجوان عورت زیورات پہنے سونا اچھالتی صنعاء سے لے کر یمن تک سفر کرتی ہے اور اسے خدا کے سوا کسی ہستی کا خوف نہیں ہے اب ذرا دور حاضر کے مہذب انسانوں کے کردار کی ایک جھلک دیکھئے کہ کچھ عرصہ قبل جب نیویارک میں بجلی کسی وجہ سے گل ہو گئی تو ان اندھیروں میں نیویارک شہر میں املاک کا کیا کیا نقصان ہوا۔ کتنی عصمتوں کے شیشے کیسے کیسے چکنا چور ہو گئے۔ حیا کا دامن بے طرح تار تار ہوا انسانیت اور شرافت کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ انسان جانوروں اور درندوں سے بھی پست ہو گیا۔

اسلام کے انقلاب نے حسن عفت قلب و نظر کا درس دیا اس کی تصویر بھی دیکھئے کہ ایک مفتوحہ علاقے میں اسلامی فوج داخل ہونے کو ہے وہاں کے ارباب عقل، مسلمانوں کو اخلاق و سیرت کے محاذ پر شکست دینے کے لئے اپنی نوجوان لڑکیاں بناؤ سنگھار کر کے سڑکوں پر کھڑا کر دیتے ہیں پہلا سپاہی یہ منظر دیکھتا ہے تو اپنی فوج کے سامنے چہرہ چھپا کر وہ قرآنی آیت پڑھتا ہے کہ۔

"اے مومنو اپنی نگاہوں کو جھکا لو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو" یہ پیغام قرآنی تمام فوج پر بجلی کی ایک لہر کی طرح دوڑ جاتا ہے اور تمام فوج اس طرح گزر جاتی ہے کہ فرشتے ان پاکباز نوجوانوں پر دنگ رہ جاتے ہیں۔

حضور اکرمؐ نے پیغام خداوندی سے انسانوں میں ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ تمام شعبہ ہائے حیات

ہیں نئے افکار و نظریات نے جنم لیا لیکن نبوت سے دلوں کی دنیا ہی بدل گئی۔ اس طرح خوف خدا ان کے دلوں میں بس رچ چکا تھا کہ جب کوئی جرم ان سے سرزد ہو جاتا تو فوراً عدالت اسلامی میں آکر اقرار جرم کرتے داعی انقلاب اسلامی حضور اکرمؐ نے اس قسم کے حقیقی لوگ تیار کئے۔

سیاسی حکمرانوں نے داعی اسلامی انقلاب کی تربیت سے کیا سیکھا؟ وہ راتوں کو اپنی رعایا کے حالات معلوم کرتے پھرتے انہیں ڈر تھا کہ اگر دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو وہ اللہ کے ہاں پرسش سے نہیں بچ سکیں گے ان حکمرانوں کے سامنے ایک عام آدمی بھی کھڑا ہو جاتا تو انہیں غلط باتوں سے ٹوک دیتا اور وہ خندہ پیشانی سے ان آزاد اور بے خوف انسانوں کی تنقید قبول کرتے ایک مرتبہ مصر کے گورنر کے خلاف ایک غریب آدمی شکایت کرتا ہے کہ اس کے بیٹے نے مجھے مارا ہے کیونکہ میرا گھوڑا اس کے گھوڑے سے آگے نکل گیا تھا حضرت عمرؓ نے اس موقع پر وہ تاریخی فقرات کہے جسے تاریخ نے سنہری حروف میں محفوظ رکھا کہ

"اے گورنر مصر! تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھنا شروع کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنی ماؤں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے ہیں"

ایک دفعہ ایک رومی سفیر آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ امیر المومنین ریت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک درخت کے سائے میں دوپہر کاٹ رہے ہیں وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ اے عمرؓ تم عدل و انصاف سے کام لیتے ہو اس لئے چین کی نیند سوتے ہو۔ ہمارے حکمران ظلم کرتے ہیں اس لئے انہیں ریشمی بستروں پر بھی نیند نہیں آتی یہ تھا بدر و تہذیب کے اندر وہ انقلاب جو نبی اکرمؐ کی تعلیم و تربیت سے برپا ہوا یہ تاریخ انسانی کا سب سے بڑا اور حقیقی انقلاب تھا جس نے تمام انسانوں میں رنگ نسل اور زبان کے اختلافات مٹا کر انہیں ایک رب العالمین کے حضور کھڑا کر دیا۔ مولانا حالی نے اس انقلاب کا نقشہ یوں کھینچا ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

پاکیزگی اخلاق

محمد ارشاد علی نوشاد، شکر درہ اٹک

پاکیزگی اخلاق کی تعلیم اسلام کی جان ہے۔ اخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اسلام نے تمام افعال ذمیمہ کی ممانعت کی ہے، شراب نوشی، قمار بازی، جھوٹ، بدکاری، چوری، بے ہودگی، حسد، کینہ، ارتکاب فواحش ایسے اعمال ہیں جن کی اسلامی معاشرے میں کوئی گنجائش نہیں۔ ایک مومن کی صفت یہ ہے کہ اس کے عمل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

شراب پینے والے نشے کی حالت میں اکثر فواحش میں مبتلا ہوتے ہیں اس لیے اسلام میں شراب ام الخبائث کہلاتی ہے۔ قمار بازی اور جوئے کے عادی افراد اکثر معاشی بدحالی کا شکار رہتے ہیں جھوٹ سارے معاشرے کو گندہ اور انسانی حقوق کو پامال کرتا ہے۔ بدکاری کا دامن لاکھوں عصمتوں اور غیرتوں کے خون سے آلودہ ہوتا ہے چوری تمام سماج کے لیے عدم تحفظ کا خطرہ ہے۔ بے ہودہ گوئی احساس کمتری کی بدترین صورت ہے۔ حسد، کینہ اور ارتکاب فواحش ایسی اخلاقی بیماریاں ہیں جو انسانی عظمت کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں، اسلام نے ان برے اخلاق سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ وہ ایک ایسے معاشرے کا مدعی ہے جس میں ظلم و ناانصافی نہ ہو انسانی حقوق محفوظ ہوں۔ باہم محبت و مروت سے زندگی بسر کی جائے عزت و ذلت کا معیار لوگوں کا کردار ہو۔ کوئی کسی کا استحصال نہ کرے۔ مال و جان کی سلامتی کی ضمانت ہو، ایسی سماج صرف بلند اور پاکیزہ اخلاق ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ اخلاق جس کی بنیاد خوف خدا اور ذاتی نکوکاری پر ہو۔ طاقت سے ایک حد تک امن و سلامتی پیدا کی جا سکتی ہے۔ لیکن شخصی اصلاح کے بغیر جبر معاشرے سے بغاوت اور قانون شکنی کا رجحان پیدا کرتا ہے۔ اس لیے اسلام میں نیک کرداری کو ضابطہ قانون بنانے کے ساتھ ساتھ مشیت الٰہی سے بھی متعلق کر دیا گیا ہے۔ اچھے اعمال کے لیے ثواب اور جنت کا وعدہ اسی لیے کیا گیا ہے کہ اگر انسان اپنی درستگی کر لیں تو نہ صرف آخرت میں ان کو بہتر مقام حاصل ہوگا بلکہ اس دنیا میں بھی جنت کی راحتیں میسر آجائیں گی۔ اخلاقی گمراہی دوسری زندگی ہی میں جہنم کا سزاوار نہیں کرتی۔ اس دنیا کو بھی سب کے لیے دوزخ کا نمونہ بنا دیتی ہے۔

آنحضرتؐ نے تزکیہ نفس اور اچھے کردار کے لیے آخر وقت تک تاکید کی اور خود اپنی زندگی کو اس کا مکمل نمونہ بنا کر پیش کیا۔ قول اور فعل سے صحابہؓ کے اخلاق کو اس طرح سنوارا کہ آپؐ کا عہد قدوسیوں کا زمانہ نظر آتا ہے۔ اسلامی تعلیمات صرف انہی بزرگوں کے لیے نہ تھیں بلکہ ہر زمانہ کے انسان عام طور پر اور مسلمان خاص طور پر ان کے مخاطب ہیں:

آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ برا ہے وہ کام جسے کر کے تمہارے ضمیر میں خلش محسوس ہو۔ مومن کا کردار اتنا پاک ہوتا ہے کہ اس کے ماحول میں لوگ طمانیت اور راحت محسوس کرتے ہیں۔ کافر ہو یا مسلمان، مومن کی قربت سے کوئی دل تنگ نہیں ہوتا۔

ختم نبوت زندہ باد
قادیانی مردہ باد

عقیدۂ ختم نبوت معیارِ ایمان ہے اور اس کا منکر بالاتفاق خارج از اسلام ہے۔

تحریر: قاری عبداللہ صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں بھی مشتبہ نہیں رہا ہے اس لئے کہ اس کا اثبات ایسے نصوص اور دلائل سے ہوتا ہے کہ جو ہر اعتبار سے قطعی اور ناقابل تردید ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ میں یہ عقیدہ معیار ایمان گردانا جاتا ہے اور جو شخص بھی اس میں شک و شبہ کا شکار ہوا اسے بالاتفاق خارج از اسلام تصور کیا جاتا ہے خیر القرون اول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں عقیدہ ختم نبوت اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ زندہ و تابندہ رہا ہے اگرچہ دشمنان اسلام نے ہر دور میں مسلمانوں کے اس مرکزی عقیدہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور بار بار اسے اپنی ملعون نگاہوں کا ہدف اور نشانہ بناتے رہے ہیں تاہم اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس ناپاک غرض کے لئے کفار کی طرف سے جو بھی تحریک ابھری ہے مجاہدین اسلام نے اسے مکمل طور پر کچل ڈالا ہے چنانچہ برصغیر پاک و ہند میں انگریزی رجیم نے پوری جد و جہد کی تھی تاکہ وہ مسلمانوں کے اس بنیادی عقیدہ کو سبوتاژ کرے چنانچہ اس سازش کی تکمیل کے لئے اسے پنجاب کے ضلع گورداسپور سے ایک ایسا شخص ہاتھ آیا جو اس مقصد کے لئے موزوں تھا یہ شقی ازل سے انگریزوں کی حمایت کے تحت اپنے مسئلہ میں بڑا ہی دل آزار ثابت ہوا چنانچہ اس دور کے مفکرین اسلام نے اس تحریک کو ناکام بنانے کے لئے منظم کاروائی شروع کی اور تحریک ختم نبوت کے نام سے ایک مضبوط پلیٹ فارم قائم کیا جس کی برکت سے وہ فتنہ نیست و نابود ہو گیا اور دشمن اسلام اپنے مقصد میں من حیث کامیاب نہ ہو سکا۔ گو اس وقت الحمد للہ پاکستان کی فضا مجموعی طور پر اس قسم کے خطرات سے محفوظ ہے تاہم بعض شیاطین اب بھی خفیہ طور پر نام نہاد تحریکیں چلا رہے ہیں اور اپنے مذموم عزائم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے برسرپیکار ہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوگا اور ماضی کی طرح وہ عناصر آئندہ بھی رسوائے زمانہ ہوں گے۔

اپنی بے سروسامانی کا اعتراف کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں زیر بحث مسئلہ پر چند معروضات پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نواز کر عام و خاص کے لئے نافع بنائے اور بندہ ناچیز کے لئے باعث نجات آخرت فرمائے۔ (آمین)

ختم نبوت اور قرآن کریم

مسئلہ ختم نبوت قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے مگر بغرض اختصار یہاں چند ایک جا پر اکتفاء کیا جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کی مہر ہے یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ میں مہر لگ چکی ہے آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی جس کو نبوت ملنی تھی مل گئی اس لئے آپ کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا تاکہ وہی تا قیامت جاری رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آخری زمانہ میں بحیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے تشریف لائیں گے۔ جیسے تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ پر جاری و ساری ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے (یعنی یہ بھی جانتا ہے کہ زمانہ ختم نبوت اور محل ختم نبوت کونسا ہے)

قارئین کرام! آیت کریمہ و مفہوم بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے لفظ خاتم کے معنی کے متعلق علمائے اہل لغت اور علمائے تفسیر کی آراء معلوم کریں تاکہ اس کے صحیح مفہوم و مصداق تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی الجھن وغیرہ نہ ہو۔

لفظ ''خاتم النبیین'' اور لغت عرب

۱. امام راغب اصفہانی اپنے مفردات میں لفظ خاتم کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''خاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ''

(یعنی خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

۲. لسان العرب میں ہے ''خاتمہم ای آخرہم''

صاحب تاج العروس فی شرح القاموس رقم فرماتے ہیں:

الخاتم بالفتح والکسر من اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ،

التہذیب الازہری میں ہے۔ وخاتم النبیین ای آخرہم،

صاحب کلیۃ ابی البقاء معنی خاتم تحریر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

وسمیت نبینا خاتم الانبیاء لان خاتم القوم آخر القوم ثم قال: نفی العام یستلزم نفی الخاص الکامل؛

ان تمام اقوال (علماء لغت) میں مفہوم کلی یہی ہے کہ خاتم بمعنی آخر مستعمل ہوتا ہے لہذا یقینی ہے کہ آیت کریمہ کا صحیح اور صریح معنی یہ ہوا کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں میں آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی و رسول آنے والا نہیں ہے اور جو اس کے خلاف دعویٰ کرے گا وہ اس قطعی اور صریح نص قرآنی سے منکر قرار دیا جائے گا جو کسی طرح بھی کفر سے نہیں بچ سکتا۔

لفظ خاتم النبیین اور ائمہ تفسیر

قرآن کریم کی جس قدر تفاسیر عہد صحابہ سے لے کر آج تک لکھی گئی ہیں ان سب میں مفسرین کرام نے خاتم النبیین کی تفسیر یہ کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری پیغمبر ہیں۔ چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں زیر بحث آیت کریمہ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

لکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیہا والا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وبنحو الذی قلنا قال اہل التاویل۔

اور تفسیر ابن کثیر (صفحہ ۹۸ جلد نمبر ۱) میں ہے:-

فہذہ الایۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ۔

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ہے:-

خاتم النبیین ای آخرہم۔

قاضی عیاض آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

من ادعی منہم انہ یوحی الیہ وان لم یدعی النبوۃ الی ان قال: ہؤلاء کلہم کفار مکذبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین ولا نبی بعدہ۔

آیت کا تفسیری پس منظر کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے:-

انہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص من اول بتخصیص وکلامہ من انواع الہذیان لا یمنع الکفر لانہ مکذب بہذا النص الذی اجتمعت الامۃ انہ غیر مؤول ولا مخصص۔

احقر عرض کرتا ہے کہ ان تفاسیر کی جملہ عبارات سے تین باتیں بطور حاصل نکلتی ہیں۔

(الف) خاتم النبیین کے معنی باجماع مفسرین آخری نبی کے ہیں یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغمبروں میں آخری پیغمبر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئیگا۔

(ب) جو شخص ختم نبوت کو تصریحاً تاویلاً نہ مانتا ہو یا وہ خود دعویٰ نبوت کرتا ہو خواہ وہ کسی اعتبار سے بھی ہو نص صریح سے منکر ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام ہے۔ (تشریعی ہو یا غیر تشریعی)

ختم نبوت اور احادیث!

اسی طرح دو سو سے زائد احادیث ختم نبوت کے متعلق موجود ہیں اور اسی پر امت کا عقیدہ قائم ہوا کہ قرآن مجید کی کسی آیت اور احادیث میں سے کسی حدیث میں سلسلہ نبوت جاری رکھنے کی خبر نہیں دی گئی نہ صحابہ نہ تابعین اور نہ مابعد زمانہ میں کسی کا یہ عقیدہ رہا پس قرآن و حدیث سے متفقہ طور پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ جس آیات قرآنیہ سے مبحوث عنہا مسئلہ ثابت ہوا اسی طرح چند احادیث بھی زیب قرطاس کرتا ہوں کہ احادیث بھی اس باب میں لاتعداد وارد ہیں چنانچہ بخاری و مسلم میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لی اسماء انا محمد وانا احمد ...... الی وانا العاقب الذی لا نبی بعدہ۔ یعنی میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں احمد ہوں اور میں وہ آخری نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی نقل فرماتے ہیں:-

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی۔ صحیح ترمذی۔ عن النبی اما منتہ مرفوعا انا آخر الانبیاء۔

صبر کا پھل میٹھا

مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی

صبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولنجزین الذین صبروا اجرہم باحسن ما کانوا یعملون اولئک یؤتون اجرہم مرتین بما صبروا۔

صبر کی طرح ہے صبر بدنی ہے کرنا یعنی مشقتوں کو برداشت کرنا، کسی کے ظلم کو برداشت کرنا یا بیماری وغیرہ برداشت کرنا دوسری قسم نفس کو اس کے تقاضوں مرغوبات سے روکنا اگر صبر شہوت و شکم سے ہے تو اس کا نام عفت ہے اگر صبر بری بات سے تو اس کا نام عفت ہے۔

اگر مصیبت پر صبر ہو تو اس کی ضد جزع فزع ہے۔

اگر دولت میں صبر ہو تو اس کی ضد اترانا تکبر کرنا اگر صبر جنگ میں ہو تو بہادری ہے اس کی ضد بزدلی ہے اگر غصہ پینے میں ہو تو یہ حلم ہے اس کی ضد غضبناک ہونا ہے۔

صبر اگر زمانے کی کسی آفت پر ہو تو اس کا نام فراخ حوصلہ ہے اور اس کی ضد تنگ حوصلگی ہے۔ اگر کلام خفیہ رکھنے میں ہو تو اس کا نام راز داری ہے اگر صبر عیش کے ترک کرنے سے ہو تو اس کا نام زہد ہے جس کی ضد حرص ہے اگر حظ نفسانی سے جو قدر سے قلیل پر ہو تو اس کا نام قناعت ہے۔

صبر کے ساتھ ہدایت ملتی ہے بغیر ہدایت کے صبر بیکار ہے اور ہدایت بغیر صبر کے ناقص ہے

حدیث میں آتا ہے جب تم میں سے کسی کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اللہ کے غلام و ملک ہیں اور مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف کا حق حاصل ہے جیسے چاہے کرے حضرت ابن عباس اور حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ پہلے امتوں میں سے کسی پر یہ آیت نازل نہیں ہوئی سوائے امت محمدیہ کے اگر یہ آیت نازل ہوتی تو حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر ضرور پڑھتے مگر انہوں نے پڑھا یا اسفیٰ علیٰ یوسف یا اسفا یوسف کی جدائی پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس بندہ پر میں تکلیف و بلا بھیجوں اور وہ صبر کرے شکوہ شکایت

باقی صفحہ ۲۶ پر

حقوق والدین

والدین کو خوش رکھنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرسکتے ہیں۔

قاری مسعود الرحمٰن مدرس فتح جنگ

انسان پر سب سے بڑا حق اللہ رب العزت کا ہے۔ اللہ کی بندگی اور اُس کی اطاعت ہر انسان مرد عورت پر فرض ہے اس کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق والدین کا ہے اللہ نے قرآن حکیم میں جگہ جگہ فرمایا کہ والدین کے ساتھ احسان کرو اور سورہ بنی اسرائیل میں اللہ پاک یوں فرماتے ہیں (ترجمہ) اور تیرے رب نے فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور اُن میں کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو اور نہ انھیں جھڑک کر جواب دو بلکہ اُن سے ادب و احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور عاجزی سے اُن کے سامنے جھک کر رہو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو کہ پروردگار ان پر اس بے بسی کی زندگی میں ان پر رحم فرما جس طرح بچپن کی بے بسی میں انھوں نے مجھے محبت و شفقت سے پالا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز جو وقت پر ادا کی جائے۔ میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا کام اللہ کو زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک میں نے پھر پوچھا اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لئے بیعت کرتا ہوں اور خدا سے اسی کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے اُس نے کہا جی ہاں بلکہ اللہ کا شکر ہے کہ میری والدہ اور والد زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی تم اللہ سے ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو اُس نے کہا جی ہاں میں واقعی اللہ سے اجر طلب کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر اُن سے نیک سلوک کرو (بحوالہ مسلم شریف) حضرت اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے (ترمذی) والدین کے حقوق سے بے نیاز ہو کر اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی والدین کو خوش رکھنے والے ہی اللہ کی خوشنودی حاصل کرسکتے ہیں اور جو والدین کو ناراض کریں گے وہ اپنے رب کو بھی ناراض پائیں گے۔ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے آپ نے ارشاد فرمایا ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ (ابن ماجہ) یعنی اُن کے ساتھ نیک سلوک کرکے تم جنت میں پہنچو گے اور ان کے حقوق کو پامال کرکے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں۔ اور اُن کی اطاعت و فرماں داری کریں اور ان کی خدمت کرکے خوشی محسوس کریں ہمیں اُن کا شکر گزار رہنا چاہئے کیونکہ محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی شرافت کا اولین فریضہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے وجود کا محسوس سبب والدین ہیں پھر والدین ہی کی پرورش اور نگرانی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو پہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قربانی بے مثل جاں فشانی اور انتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی فرماتے ہیں ہمارے لئے کتنی کتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اُس کا تقاضہ ہے کہ ہمارا سینہ اُن کی عقیدت اور احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ اُن کا شکر گزار ہو۔ ماں باپ کی خدمت و اطاعت سے ہی دونوں جہان کی بھلائی سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہان کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اسے چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے آپ نے فرمایا وہ آدمی ذلیل ہو پھر ذلیل ہو پھر ذلیل ہو پھر ذلیل ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کون آدمی آپ نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا دونوں کو پایا یا کسی ایک کو اور پھر اُن کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوا (مسلم) قرآن و سنت میں جس طرح ماں باپ کی خدمت اطاعت و سلوک کی تائید کی گئی اسی طرح یہ تاکید بھی ہے کہ اپنا مال اُن سے بچا کر نہ رکھو بلکہ سب سے پہلے انہی پر خرچ کرو ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور باپ کی شکایت کرنے لگا کہ جب وہ چاہتے ہیں میرا مال لے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے باپ کو بلوایا لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ نے اُس بوڑھے سے معلومات فرمائیں تو اُس نے کہنا شروع کیا اے اللہ کے رسول ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی میں مال دار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔ آج میں کمزور ہوں اور یہ قوی ہے تندرست ہے میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مال دار ہے اب یہ اپنا مال مجھ سے بچاتا ہے یہ باتیں سُن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا اُس آدمی سے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اسی طرح

باقی صفحہ ۲۵ پر

اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و اہمیت

تحریر: حاجی اللہ دوست نواب مولائی

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور درود و سلام اس آخری پیغمبر پر جنہوں نے ہی دنیا میں حق کا بول بالا کیا؟ ۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اعلان

وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔ القرآن۔

ترجمہ :۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو۔ اور رسول تم پر گواہ رہے گا۔

اس آیت میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اعلان کیا ہے یعنی جس گروہ یا جماعت نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام اور اس کی پیروی قبول کی تو وہ ترقی کرتے کرتے اس مرتبہ پر پہنچ کر امت وسط قرار دیئے گئے حالانکہ اس سے پہلے اہل کتاب دنیا میں امامت اور پیشوائی کا کام انجام دے رہے تھے لیکن جب بنی اسرائیل نے اپنے اس عظیم منصب سے غداری کی اور غلط فائدہ اٹھایا تو اللہ نے بنی اسرائیل کو دنیا کی امامت اور پیشوائی سے معزول کر کے امت محمدؐ کو ان کے قائم مقام کر دیا کیونکہ لوگوں کی امامت اور پیشوائی وہ گروہ یا جماعت کرے جو ایک ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ ہو جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو۔ جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو جس کا تعلق سب کے ساتھ یکساں ہو۔ حق اور راستی کا تعلق ہو۔

اور ناحق و ناروا تعلق کسی سے نہ ہو۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تمہیں امت وسط بنایا گیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیگا ۔ جب آخرت میں پوری نوع انسانیت کا اکٹھا حساب لیا جائے گا تو اس وقت رسول ہمارے ذمہ دار نمائندہ کی حیثیت سے تم پر گواہی دے گا کہ صحیح اور عمل صالح نظام عدل کی جو تعلیم ہم نے اسے دی تھی وہ اس نے تم کو بے کم و کاست پوری کی پوری پہنچا دی اور عملاً اس کے مطابق کام کر کے دکھا دیا ۔

اس کے بعد رسول کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تم کو عام انسانوں پر گواہ کی حیثیت سے اٹھنا ہوگا اور یہ شہادت دینی ہوگی کہ رسول نے جو کچھ تمہیں پہنچایا تھا وہ تم نے انہیں پہنچایا تھا؟ اور جو کچھ رسول نے تمہیں دکھایا تھا وہ تم نے انہیں دکھانے میں اپنی حد تک کوئی کوتاہی تو نہیں کی؟ اس طرح کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جانا ہے اس میں فضیلت اور سرفرازی ہے وہاں ذمہ داری کا بڑا بار بھی ہے معنی یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے لئے خدا ترسی راست روی عدالت اور حق پرستی کی زندہ شہادت ہے اسی طرح اس اُمت کو بھی تمام دنیا کے لئے زندہ شہادت بنانا چاہیے حتیٰ کہ اس کے قول اور عمل اور برتاؤ ہر چیز کو دیکھ کر دنیا کو معلوم ہو کہ خدا ترسی اس کا نام ہے راست روی یہ ہے عدالت اس کو کہتے ہیں اور حق پرستی ایسی ہوتی ہے پھر اس کے معنی یہ بھی کہ جس طرح خدا کی ہدایت ہم تک پہنچانے کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بڑی سخت تھی

اسی طرح دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی نہایت سخت ذمہ داری ہم پر بھی عائد ہوتی ہے اگر ہم خدا کی عدالت میں واقعی اس بات کی شہادت نہ دے سکے کہ تیرے رسول کے ذریعہ سے جو ہمیں پہنچی تھی تیرے بندوں تک پہنچا دینے میں کوئی کوتاہی ہم نے نہیں کی ہے تو ہم بہت بری طرح پکڑے جائیں گے اور یہی امامت کا فخر بھی ہمیں لے ڈوبے گا ہماری امامت کے دور میں ہماری واقعی کوتاہیوں کے سبب سے خیال اور عمل کی جتنی گمراہیاں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور جتنے فسادات اور فتنہ خدا کی زمین میں برپا ہوئے ہیں ان سب کے لئے ائمۂ شر اور شیاطین انس و جن کے ساتھ ساتھ ہم بھی ماخوذ ہونگے ہم سے پوچھا جائیگا کہ جب دنیا میں معصیت اور ظلم اور گمراہی کا طوفان برپا تھا تو تم کہاں گئے تھے؟ میرے بھائیو! دوستو ذرا غور کریں کہ بنی اسرائیل اگر اپنے منصب اور فرائض پر پورے نہ اتریں تو انہیں ان کے منصب ولایت اور پیشوائی سے معزول کر کے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی جگہ پر فائز کرے اور پھر ہم اور آپ جو چاہیں کرتے پھریں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا؟ ہم اللہ تعالیٰ کی زمین پر جو ظلم و ستم شراب و کباب چوری ڈاکہ ڈکیتی و قتل و غارت ۔ رشوت و لاقانونیت شعائر اللہ کی بے حرمتی، دین کی توہین علماؤں کے ساتھ مذاق و استہزاء اور بربریت کا بازار گرم کریں اور ہم آزاد بھی ایسا ہی نہیں ہوگا جس خدا نے بنی اسرائیل کو ان کی غداری پر انہیں ابدی سزا دی وہ ہمیں بھی سزا دینے پر قادر ہے ہمارے بچنے کا صرف اور صرف ایک یہی راستہ ہے۔

وہ یہ کہ ہم سب کے سب آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں عدل و انصاف قائم کریں اور ظلم و سفاکی دور کا لوں ۔ کوتاہیاں لگائیں تب ہم اور آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے پکڑے سے بچ جائینگے ورنہ نہیں آخر میں اپنے کرم فرما علماء سے اپیل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر آپس میں متحد ہو جائیں کیونکہ آپ ہی دراصل اس پیشوائی کے فرائض انجام دے سکتے ہیں وہ بشرطیکہ آپ اپنی یہ دوروئی راہ چھوڑ کر ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں ۔

چلتے چلتے

از
حافظ محمد حنیف ندیم

اکھنڈ بھارت کی بے وقت راگنی

متعصب ہندو لیڈر ایل کے اڈوانی اور قادیانی پیشوا مرزا طاہر کے بیانات میں

مطابقت اور ہم آہنگی

دونوں کی نئی سازش نیا منصوبہ نیا پلان

جیالی کے اڈوانی ایک متعصب ہندو ہیں۔ بابری مسجد کے حوالے سے پچھلے دنوں ان کا نام پیش پیش ہے گو کہ بارہا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بابری مسجد کو شہید کرانا اپنی زندگی کا مشن بنائے ہوئے ہیں یہ ان کے متعصب اور مسلم دشمن ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ پہلے تو وہ بابری مسجد کے نام پر اپنی سیاست چمکانا چاہتے تھے اب انہوں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے اور وہ یہ کہ بنگلہ دیش، پاکستان اور بھارت کو پھر سے متحد ہو جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی ۴۵ سال بعد متحد ہو سکتے ہیں جن کے درمیان دیوار برلن حائل تھی اور وہ دیوار گرائی جا سکتی ہے تو پھر یہ تینوں ملک بھی متحد ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے درمیان کوئی دیوار برلن حائل نہیں ہے۔ انہوں نے جس مجمع میں یہ تقریر کی وہ مسلمانوں کا مجمع بتایا جاتا ہے جس میں بقول الجمعیۃ دہلی کے ایک کالم نگار منصور علی خان کاردار کے سو کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی۔ کالم نگار موصوف نے یہ بھی لکھا کہ "ہم جانتے ہیں کہ وہ کون لوگ تھے" جبکہ انہیں بتانا چاہئے تھا کہ وہ کون تھے اور کس جماعت یا گروہ سے ان کا تعلق تھا۔ ان کے نام خفیہ رکھنے میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے اس کو وہی بہتر جانتے ہیں وہاں کے حالات پر ہم سے زیادہ ان کی نظر ہے۔

ہمارے خیال میں جن لوگوں کی طرف انہوں نے اشارہ کیا وہ قادیانی جماعت کے لوگ ہو سکتے ہیں ہاں برائے نام کچھ مسلمان بھی شریک ہوئے ہوں گے جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ایک خانقاہ کی مشہور شخصیت نے بھی شرکت کی تھی ہم نے قادیانیوں کا نام اس لئے لیا ہے کہ جو بات مسلم دشمن اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر ایل کے اڈوانی اب کہہ رہے ہیں یہی بات آج سے کچھ عرصہ قبل قادیانیوں کا بھگوڑا پیشوا "آنجہانی" (آنجہانی اس مناسبت سے کہ وہ مشرق سے مغرب میں پناہ گزین ہے اور اس میں نکتے کی بات یہ ہے کہ مومن کا جہان اور ہے مرتد کا جہان اور) مرزا طاہر آج سے کچھ عرصہ قبل کہہ چکا ہے۔ اس کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کی ثقافت ایک ہے، معاشرت اور معیشت ایک ہے اس لئے ان تینوں ملکوں کو ایک ہو جانا چاہئے وغیرہ وغیرہ"

یہ صرف آنجہانی مرزا طاہر کا ہی عقیدہ اور نظریہ نہیں بلکہ اس سے قبل آنجہانی جہنم مکانی مرزا محمود جو کہ مرزا طاہر کا باپ ہے وہ اس سلسلہ میں ایک خواب اور ایک پیش گوئی گھڑ کے پیش کر چکا ہے وہ کہتا ہے:۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ مہاتما گاندھی آئے اور میرے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹ گئے میں نے اس کی تعبیر اکھنڈ بھارت اور دوبارہ متحدہ ہندوستان سے نکالی" (خلاصہ د مفہوم)

اسی مرزا محمود نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ اول تو ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوگی اگر ہوئی تو وہ عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ دوبارہ اکھنڈ بھارت بن جائے چنانچہ ان کی پہلی کوشش یہ تھی کہ مشرقی پاکستان الگ ہو جائے وہ الگ ہو گیا اور بنگلہ دیش کے نام سے ایک نیا ملک وجود میں آ گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام میں مرزا طاہر کے چچا زاد بھائی مسٹر ایم ایم احمد کا کردار نمایاں رہا ہے۔ اب وہی کردار قادیانی صوبہ سندھ میں ادا کر رہے ہیں اور جو علیحدگی پسند تنظیمیں اس وقت سندھ میں سرگرم عمل ہیں ان کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں اسلحہ خرید کر نہ صرف علیحدگی پسند تنظیموں کو مسلح کیا جا رہا ہے بلکہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کو بھی دھڑا دھڑ اسلحہ پہنچایا جا رہا ہے۔ تاکہ صوبہ میں دہشت گردی اور خوف و ہراس عام ہو جائے۔

قادیانیوں کے نزدیک شعائر اللہ کی توہین جرم نہیں ہے جو گروہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کے پسندیدہ (ان الدین عند اللہ الاسلام) دین اسلام کو مردہ اسلام اور اپنے خود ساختہ، بناوٹی اور مغرب سے درآمد اسلام کو زندہ اسلام کہہ سکتے ہیں۔ جو قادیان کی منحوس بستی کو ارض حرم اور اپنے سالانہ جلسہ کو حج کہہ سکتے ہیں، جو منزل گاہ سکھر کی جامع مسجد میں بم پھینک کر دو

مسلمانوں کو شہید اور مسجد کے تقدس کو پامال کر سکتے ہیں، نوشہرہ فیروز کی مسجد اور درگاہ بابا جی شریف کا مسجد پر کلاشنکوفوں، دستی بموں، راکٹ لانچروں اور دوسرے اسلحہ سے حملہ کر کے مسجد کی بے حرمتی اور نمازیوں کو شہید کر سکتے ہیں جن کی ڈاڑھیاں تھیں ان کی ڈاڑھیاں مونڈ کر سنت رسول ﷺ کی توہین کر سکتے ہیں تو ان کے نزدیک پاکستان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟

وہ پاکستان کے اس لئے بھی دشمن ہیں کہ یہاں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا جس سے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو نہ صرف دھچکا لگا بلکہ وہ سمٹ کر رہ گئی مرزا قادیانی کے بعد خلافت کے نام پر جو دھندہ شروع کیا تھا اب وہ دکانداری بھی ختم ہوتی جا رہی ہے اور مرزا طاہر کو یہاں سے بھاگ کر اپنے آقاؤں اور مربیوں کے دامن میں پناہ لینا پڑی ہے۔ البتہ سازشیں، جاسوسیاں اور تخریبی حرکات قادیانیوں کا آبائی پیشہ ہے وہ جاری ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے متعصب اور مسلم و اسلام دشمن لیڈر ایل کے اڈوانی نے جو بیان دیا ہے اس کے پس منظر میں ہمیں قادیانی ہاتھ صاف نظر آ رہا ہے۔ مرزا طاہر کا اکھنڈ بھارت بنانے پر جو بیان آیا تھا اس سے تھوڑے ہی عرصہ بعد ایل کے اڈوانی نے بعینہ ویسا ہی بیان دیا جو مرزا طاہر نے دیا۔ ہم ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی سے جناب منصور علی خان کاردار کے مضمون کا وہ حصہ ذیل میں پیش کر رہے ہیں جس میں اڈوانی کا بیان اور اس پر تبصرہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے:۔

کیا ہندوستان اور پاکستان کے باہمی مسائل اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے انہیں دوبارہ متحد کیا جا سکتا ہے؟ کیا برصغیر کے تین ملک بنگلہ دیش، پاکستان اور بھارت پھر سے ایک ہو سکتے ہیں؟ یہ سوال اس لئے ذہن میں ابھرا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر ایل کے اڈوانی نے دہلی میں ایک موقع پر یہی نسخہ تجویز کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کی موجودہ کشیدگی کا یہی حل ہے اور عوام اس تقسیم سے خوش نہیں ہیں کیونکہ یہ تقسیم ایسی بھی نہیں ہے، جیسی مغربی اور مشرقی جرمنی کے درمیان دیوار برلن کی تعمیر کر کے کی گئی تھی۔ اڈوانی جی کہتے ہیں کہ یہاں تو بیچ میں کوئی دیوار بھی حائل نہیں ہے۔ اور جب دیوار برلن گرائی جا سکتی ہے تو ان کے بقول مصنوعی اور غیر قدرتی سرحدیں کیوں ختم نہیں کی جا سکتیں۔ معاملہ ہندوستان اور پاکستان کا ہو یا دوسرے پڑوسی ملکوں کا۔ جو بات مزید کشیدگی کا موجب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہند، پاکستان اور اب بنگلہ دیش کے دوبارہ متحد ہونے کی تجویز ان عناصر کی طرف سے پیش کی جاتی ہے، جنہوں نے اپنے اقوال و اعمال سے حالات کو بگاڑا، ہندو مسلم منافرت کو بڑھایا اور آخرکار برصغیر کو تقسیم کرایا۔ اب یہی رائے بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر ایل کے اڈوانی نے ظاہر کی ہے۔

انہوں نے نئی دہلی میں کچھ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے اجتماع میں بھارت اور پاکستان کے مابین کشیدگی دور کرنے کا یہ حل پیش کیا ہے کہ بنگلہ دیش سمیت برصغیر کے تینوں ملک پھر سے متحد ہو جائیں۔ ان کے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں ملکوں کے عوام خوش اور خوشحال نہیں ہیں اور اڈوانی جی کے بقول تقسیم کو ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے حق میں دلیل یہ دیتے ہیں کہ آخر مغربی اور مشرقی جرمنی بھی تو ۴۵ سال تک الگ الگ ملک رہنے کے بعد دوبارہ متحد ہو گئے اور دیوار برلن کو گرا دیا۔ جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کئے ہوئے تھی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر دیوار برلن گرائی جا سکتی ہے تو بھارت اور پاکستان اور بنگلہ دیش کی مصنوعی سرحدیں کیوں ختم نہیں کی جا سکتیں؟

ہمیں یہ معلوم ہے کہ مسٹر ایڈوانی نے یہ بات کن لوگوں کے سامنے کہی ہے۔ جس مجمع کو انہوں نے مخاطب کیا، اس میں بمشکل ایک سو افراد موجود تھے۔ جن میں ایک خانقاہ کی شخصیت بھی شامل تھی۔ بی جے پی کے لیڈر شاید یہ سمجھا ہو کر بے چارے خانقاہوں کے مسند نشین سیاست کو کیا جانیں۔ انہوں نے کچھ بھی سوچا ہو، بہرحال یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بی جے پی کے لیڈر نے بے وقت وہی پرانا راگ الاپا، جو ان کے پیشرو روز اول سے۔ بلکہ ملک کی آزادی سے بہت پہلے سے الاپ رہے تھے۔ وہ برصغیر ہندوستان کو اتنی بڑی سلطنت بنانا چاہتے تھے۔ جس میں افغانستان سے لے کر برما اور سری لنکا بھی شامل ہوتے۔ جسے وہ اکھنڈ بھارت کے نام سے یاد کرتے تھے۔ بہرحال ان کی یہ آرزو تو پوری نہ ہوئی۔ البتہ ہندوستان تقسیم ہو گیا اور پہلے بھارت اور پاکستان دو ملک قائم ہوئے پھر تیسرا ملک بنگلہ دیش کے نام سے وجود میں آ گیا یعنی اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگاتے لگاتے پہلے تو برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کرایا اور نفرت اور علیحدگی پسندی کو بڑھایا اور پھر تیسرا ملک بنگلہ دیش کے نام سے بنوا دیا۔ اس تقسیم در تقسیم کے عمل کا نتیجہ اکھنڈ بھارتیوں کی خواہش اور تمنا کے برعکس نکلا اور نئے ٹوٹے کسی بھی پڑوسی ملک کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات خوشگوار نہیں رہ سکے۔

ہمارے خیال میں الجمعیۃ کے کالم نگار جناب منصور علی خان کاردار کی نظر سے آنجہانی جہنم مکانی مرزا محمود اور اس کے بیٹے اور جھوٹے پیشوا مرزا طاہر کے اکھنڈ بھارت سے متعلق بیانات نظر سے نہیں گذرے ورنہ ہی ان کے ذہن میں یہ بات آتی کہ ابھی چند ماہ قبل مرزا طاہر قادیان جا چکے ہیں جہاں اس نے اپنی جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی اخبار الفضل کی رپورٹوں سے متعلق اس نے سکھوں اور ہندوؤں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ مرزا طاہر نے ایل کے اڈوانی سے بالواسطہ نہ سہی بلاواسطہ سہی اکھنڈ بھارت سے متعلق کوئی بات چیت، کوئی خفیہ معاہدہ ضرور کیا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی ہو۔ اگر جناب کاردار کی نظر سے ان دو قبل سر کردہ قادیانیوں کے بیانات نظر سے گذرے ہوتے تو انہیں ایل کے اڈوانی کے بیان یا بے وقت کی راگنی سمجھ میں آ جاتی اور وہ ضرور اپنے کالم میں اس کا نوٹس لیتے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے بحران سے متعلق ان کے جو مضامین ہمارے مطالعہ میں آئے ہیں انہوں نے ان مضامین میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اس بحران میں قادیانی وائس چانسلر بشیر الدین کی سازش ہے اور وہ طلباء کے مستقبل کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اگر جامعہ ملیہ کے بحران میں قادیانی وائس چانسلر کی سازش کارفرما

باقی صفحہ ۲۵ پر

اسلام سے میری واقفیت پہلے پھر مسلمانوں سے

ایک فرانسیسی نومسلم کے تاثرات

ترجمہ: مولانا محمد وصی اللہ صاحب

شیخ مختار احمد اسبروغ ایک فرانسیسی نومسلم ہیں ان کا نصرانی نام ہنری تھا۔ اخبار "العالم الاسلامی" کے ذریعے لیے گئے ان کے ایک انٹرویو کو ہم قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

س: اسلام سے پہلے آپ اپنی زندگی کے متعلق کچھ بتانا چاہیں گے؟

ج: میری پیدائش ۱۹۳۸ء میں شہر PARIS میں ہوئی۔ جب میری عمر پانچ سال کی ہوئی تو مجھے ایک یتیم خانہ میں داخل کر دیا گیا۔ کچھ دنوں بعد وسط فرانس کے ایک شہر NEVERS بھیج دیا گیا۔ پھر حصول تعلیم کی خاطر ایک گاؤں جانا پڑا۔ جہاں کے ایک گھرانے نے مجھے گود لے لیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد NECHANIC سیکھنے کے لیے۔ HAROLLES چلا گیا۔ اس کے بعد فرانسیسی فوج میں بھرتی ہو کر اپنے گاؤں واپس ہوا۔ کچھ دنوں فوجی خدمات انجام دے کر ۱۹۷۰ء میں (PARIS) چلا گیا جہاں مجھے اسلام سے مشرف ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اسلام تک پہنچنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے

سوال۔ آپ کیسے مشرف بہ اسلام ہوئے؟

جواب: میں بچپن ہی سے مذہبی لٹریچر کے مطالعہ کا شوقین رہا ہوں۔ اسی شوق و رغبت کے نتیجہ میں میں نے قرآن پاک کے معانی، احادیث رسول، اور فقہ کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ نے میرے دل میں گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے میں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی مسیح کا پیروکار (نصرانی) اگر وہ غور و فکر اور غیر جانبدارانہ طور پر قرآن کا مطالعہ کرے تو وہ یقیناً مشرف بہ اسلام ہوئے نہیں رہ سکتا، اس لیے کہ قرآن کریم حضرت مسیح علیہ السلام کے دین کی عکاسی، اس کی تصدیق، اور تکمیل کرتا ہے۔ ان ہی تاثرات کا نتیجہ تھا کہ میں پیرس کی ایک بڑی مسجد گیا اور مسجد کے امام استاذ محمد الفی سے میری ملاقات ہوئی اور کافی دیر تک ہم لوگ اسلام کے متعلق تبادلہ خیال کرتے رہے۔ بالآخر انھوں نے نہ صرف مجھے دین اسلام کی رہنمائی کی بلکہ قبول اسلام کے طریقے سے بھی واقف کرایا۔

ہم نے گرجا گھر کو مسجد میں بدل دیا

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کیا آپ نے کوئی کارنامہ انجام دیا؟ شیخ مختار احمد اسبروغ جس کارخانہ میں کام کرتے تھے، اس کے قریب ہی ایک پرانا گرجا گھر تھا۔ انھوں نے اپنی کوشش سے گرجا گھر کو مسجد میں بدل دیا — وہ فرماتے ہیں۔

جواب: مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد میں نے اپنے شہر کے بعض دوستوں کی مدد سے ایک گرجا گھر کو مسجد میں بدلنے کی کوشش کی، لیکن اسی گرجا گھر کے قریب بسنے والے بعض عیسائیوں نے اس راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں، اور کمیونسٹوں نے گرجا گھر کو خرید لینے کی انتھک کوشش کی۔ تاکہ یہ گرجا گھر لہو ولعب سامان تفریح طبع اور تخریب کاری کا اڈہ بنا رہے لیکن خدا کی مدد ہمارے شامل حال رہی، آخر کار بڑی محنت اور کوشش کے بعد گرجا گھر کو مسجد میں تبدیل کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے۔

لبنان کے نصاری متعصب ہیں

مجھے لبنان کے نصاریٰ پر بے حد تعجب ہے کہ وہ کیونکر مسلمانوں کے خلاف اتنے سخت متعصب ہیں جب کہ حضرت عیسیٰ کھلے لفظوں میں امن و سلامتی کا پیغام دے گئے۔ ان کی عصبیت کا اندازہ لبنان کے ایک بڑے پادری کی تقریر سے ہو سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے لبنان کے مسلمانوں کی حیثیت اس سے بڑھ کر نہیں جو فکر معاش کے لیے سرگرداں ہو اور سرزمین شام بلکہ پورے عرب میں مسلمانوں کی حیثیت ایک مہمان کی سی ہے۔

لیکن مسلمانوں کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ اے مسلم بھائیو! تمھارا دین ہی برحق دین ہے۔ اسی میں سرفرازی و سربلندی ہے۔ خدائے واحد کی پرستش کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، دین و دنیا میں تفریق مت پیدا کرو۔ میں بالعموم سارے مسلمانوں اور خاص کر ممالک اسلامیہ جو انبیاء کا منبع و مسکن اور وحی ربانی کا مرکز ہے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدائے واحد کی طرف لوٹیں اسی کی جانب رجوع کریں، اور ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے دور رہیں۔

شعبۂ دینیات سے تعلق

سوال: ان ساری کوششوں کے باوجود آپ نے PARIS کیوں چھوڑا؟

جواب: میں اسلام کو قریب سے جاننا چاہتا تھا، اسی لیے میں نے پاکستان، بنگلہ دیش، جیبوتی، جزائر القمر اور اس کے علاوہ متعدد ممالک کا سفر کیا۔ اور حرمین شریفین کی بھی زیارت کی۔ حرم پہنچ کر مزید قیام کا بھی ارادہ ہوا۔ لیکن عربی سے ناواقفیت میرے لیے مانع بن رہی تھی۔ اور سعودی عربیہ میں تو تعلیم عربی میں ہوتی ہے۔ اور میری مادری زبان فرانسیسی ہے۔ چنانچہ مجھے مجبوراً شام جانا پڑا۔ یہاں میں "جامعۃ الفتح الاسلامی" میں داخل ہو گیا۔ اس جامعہ کے منتظم فضیلۃ الشیخ محمد صالح الفرفور ہیں۔ اس جامعہ ہی میں میں نے عربی زبان سیکھی اور دین

اسلام سے واقفیت بھی۔ یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے۔

یہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد قاہرہ جامع ازہر چلا گیا۔ پھر ایک سال کی تعلیم کے بعد لبنان چلا گیا۔ اور اس وقت سے آج تک لبنان ہی کی ایک یونیورسٹی میں بحیثیت ایک مدرس خدمت انجام دے رہا ہوں۔

یورپ میں دین نہیں

شیخ مختار احمد اسپرد نے جہاں دین کی خاطر اپنے وطن کو الوداع کہا وہیں وطن چھوڑنے کے دوسرے اسباب وعوامل بھی کارفرما تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔

یورپ میں دین کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ پورے یورپ میں دولت ستانی اور شہوت رانی کا بازار گرم ہے۔ مادیت اور جاہ طلبی کا دور دورہ ہے۔ یہاں کے لوگ روز بروز فسق و فجور کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں (اور الحمد للہ) میرے پاس بھی مال و دولت کی کمی نہیں تھی لیکن جب میں نے اسلام قبول کیا اس عقیدہ کے ساتھ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے اور برحق نبی ہیں وہ معبود نہیں ہو سکتے۔ وہ خدا کے بندے ہیں۔ اس کے لڑکے نہیں تو یقین جانئے میری راہ میں مشکلات و مصائب کی دیواریں حائل ہو گئیں لیکن میں نے ان عارضی مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ انھیں بخوشی برداشت کیا۔

سوال: کیا اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو اور بھی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد جب میں نے اس گھر کو چھوڑا جس میں میری پرورش و پرداخت ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہی سے مجھے نفسیاتی طور پر بے شمار مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ قریب کے احباب مجھے پاگل اور دیوانہ کہنے لگے کیونکہ میں اہل عرب کا دین قبول کر چکا تھا۔ ان کے خیال میں اسلام صرف عربوں کا دین ہے لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے کبھی مجھے اسلام سے روکنے اور باز رکھنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ خود آزاد افکار اور خیالات کے حامل تھے۔ ان لوگوں سے میرا واسطہ آج کل بھی ہے۔ اور خط و کتابت بھی ہوتی رہتی ہے اور جب کبھی فرانس جانے کا اتفاق ہوتا وہ لوگ پرتپاک

اور پرجوش طریقہ پر میرا استقبال کرتے اور ایک عالم دین کی طرح میرے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔

یہ زمین مستقبل میں مسلمانوں کی ہوگی

سوال: مسلمانوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے آپ دلی طور پر مطمئن ہیں؟

جواب: آج مجھے اس بات پر بے حد خوشی ہے کہ میں اسلام کے ماننے والوں میں بہت سی پاکیزہ اور بہترین صفات پاتا ہوں اور اس پر مجھے بے انتہا خوشی ہے کہ ایسی سرزمین پر میری زندگی گزر رہی ہے جو سرزمین کہ ابتدائے اسلام سے ملحد صلیبیوں اور سرکش یہودیوں کے خلاف سینہ سپر رہتی چلی آرہی ہے۔ اور آج مجھے کامل یقین ہے کہ یہ سرزمین لبنان مستقبل میں مسلمانوں کی ہوگی اور مسلمان ہی اس کے صحیح وارث ہوں گے۔

زبان کی تباہ کاری

مرسلہ: محمد سعید علوی

زبان تو بڑی معصوم چیز ہے جس سے پھول جھڑتے یہ زبان جو دلوں کو ملانے کے لئے دل کو خوش کرنے کے لئے محبت کے گیت سنانے کے لئے انسان کو قریب کرنے کے لئے اس کو آواز دینے کے لئے ہے یہ زبان جو جذبات محبت کی ترجمانی کے لئے استعمال کی گئی ہے راز ہائے نظرت کو عیاں کرنے کے لئے استعمال کی گئی۔ یہ زبان جس نے بارہا انسانیت کو مست کر دیا۔ بچھڑے ہوؤں کو ملا دیا ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا جس نے محبت کے دریا بہائے یہی زبان لاکھوں انسانوں کی بربادی کا باعث ہوئی۔ یہ زبان وہ ہے جس کے نام پر زبان والے قتل کئے گئے جو خود زبان رکھتے تھے جن کے پاس ویسی ہی نظرت کی دی ہوئی زبان تھی جیسی ان قاتلوں کے پاس تھی لیکن یہ زبان کی نام نہاد وحدت، زبان کا بڑھا ہوا عشق، زبان کی عصبیت نے ان انسانوں کو جنگلی زبان سے محبت کے سوا، پیار کے سوا کوئی

لفظ نہیں نکلا جنہوں نے خدا کی یاد میں پوری پوری راتیں بسر کر دیں یہی زبان جب ایک ایسی مصنوعی وحدت کی بنیاد بنتی ہے جس کی اللہ کی طرف سے کوئی سند نہیں پیغمبروں کی محنتوں پر پانی پھیر دینے والی اور اور تمام دنیا کے اصلاحی کاموں پر خط تنسیخ پھیر دینے والی تخریبی طاقت بن جاتی ہے وہ تہذیب کے ذخیروں کو آن کی آن میں برباد کر دیتی ہے زبان کی وحدت نے دنیا میں وہ گل کھلائے کہ انسان بالکل تصویر حسرت بن گیا ہے۔ آپ کو اس کا خوب تجربہ ہے اور یہ خطرہ اب بھی موجود ہے کہ کوئی چالاک انسان زبان کو بنیاد بنا کر اس ملک میں تفرق و انتشار اور وحمیت جاہلیہ، کا زہر پیدا کر دے اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے اس کو کام میں لائے یہ آج بھی وہ تخریبی کردار ادا کر سکتی ہے جو سیزر، قیصر اور چنگیز کی تلوار نے انجام دیا اگر وحدت کسی منفی بنیاد پر ہے، اگر وحدت کسی جارحانہ جذبہ پر ہے اگر وحدت احساس برتری پر ہے اگر وحدت تحقیر انسانی پر ہے اگر وحدت ہوس ملک گیری برتری اور سرفرازی حاصل کرنے کے لئے ہے تو ایسی وحدت کو کسی اور وحدت کو گوارا نہیں کرنا چاہیئے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں اس لئے جب آپ انسان کی تاریخ پڑھیں گے کسی قوم یا مذہب کی تاریخ پڑھیں گے تو آپ کو یہ پوری تاریخ ایک رزمیہ جنگ کی ایک ہر لحظہ داستان نظر آئے گی جس میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں انسانوں کے سروں کے مینار بنائے جا رہے ہیں اور جب آپ ان کے وجوہ و اسباب کے فلسفہ کا تاریخ کی مدد سے آپ سراغ لگائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک ایسی وحدت نے نشوونما پائی تھی جو دوسری وحدت کو فنا کرنے میں اپنی زندگی کا راز سمجھتی تھی

اسلام نے ان مصنوعی وحدتوں کے مقابلے میں دو حقیقی وحدتوں کو تسلیم کیا اور ان کی دعوت دی ہے یہ دنیا کی معصوم ترین غیر مضر ترین اور تعمیری وحدتیں ہیں ایک وحدت انسانی اور ایک وحدت ایمانی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ایسے معجزانہ الفاظ میں اس پر مہر لگا دی کہ اس سے زیادہ انسانی مساوات کا کوئی منشور یا چارٹر نہیں ہو سکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انسانو! تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔

بکھرے ہوئے موتی

جن میں زندگی کا پیغام غافلوں کیلئے تازیانہ اور عبرت و بصیرت کا خزانہ ہے

از: قاری عنایت الرحمٰن رحمانی خانوخیل

حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

تم خدا کو فراغت اور عیش میں یاد رکھو خدا تمہیں تمہاری مصیبت اور سختی میں یاد رکھے گا

انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں حرص مال و حرص عمر ● دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو لیکن یہ چار چیزیں ہوں تو حرج نہیں، راست گفتاری، حفظ امانت، خوش خلقی، غذائے حلال ● سب اعضاء زبان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارا خیال کر کے خدا سے خوف رکھو ● اعمال کے ترازو میں خوش خلقی سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہیں ● قابل رشک ہے وہ جسے عقل دی گئی ہو اور وہ اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو ● جب دو بھائی مصافحہ کرتے ہیں تو ان میں ستر رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں، انہتر رحمتیں اس کو ملتی ہیں جو ان میں زیادہ خندہ رو کشادہ پیشانی سے ملتا ہے اور ایک رحمت دوسرے کو ● کسی کا راز تلاش نہ کرو، اور معلوم ہو جائے تو فاش نہ کرو ● ایمان دو نصف ہیں نصف صبر، نصف شکر ● لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم سے باز نہ رکھ سکیں تو خدا ان پر جلد عذاب نازل کریگا ● جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کہاں سے مال کماتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کریگا کہ اس کو کہاں سے دوزخ میں داخل کرے ● اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ

● ان سے ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور اس کے بعد کچھ نہیں کر سکتے بلکہ صرف اس سے ڈرو جس کو قتل کرنے کے بعد اختیار ہے کہ جہنم میں ڈالے ● عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اندھے نے چراغ اٹھایا ہو کہ لوگ اس روشنی حاصل کرتے ہیں اور وہ خود اندھیرے میں رہتا ہے ● اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ میں سے شہتیر نکال پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کے نکال سکے گا ● بدن کا چراغ آنکھ ہے پس اگر تمہاری آنکھ درست ہو تو سارا بدن روشن ہوگا۔ اور اگر آنکھ تاریک ہے تو سارا بدن تاریک ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرمودات

بدبخت ہے وہ انسان جو خود مر جائے مگر اس کا گناہ نہ مرے ● آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ کلمہ طیب ہے پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے ● جسے رونے کی طاقت نہ ہو وہ رونے والوں پر رحم ہی کرے ● دولت آرزو سے حاصل نہیں ہوتی جوانی خضاب سے صحت دواؤں سے حاصل نہیں ہوتی ● اس دن پر رو جو تیری عمر کا گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں ہوئی ● کسی کے خلق پر اعتماد نہ کر جب تک طمع کے وقت اسے آزما لے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے ارشادات

کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت اور لوگوں سے کم ملنا عافیت ہے طالب دنیا کو علم دین سکھانا راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنا ہے ● سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو بخیل دشمن خدا ہے اگرچہ زاہد ہو۔ ● مومن منافقین خدا کو دوست نہیں رکھتے اگرچہ ماں باپ ہی کیوں نہ ہو ● دنیا کی عزت مال سے ہے اور آخرت کی عزت اعمال سے ہے ● عیب سے واقف کرنے والا دوست ہے اور منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنے کے برابر ہے ● تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں، اسلام کرنا، دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا ● ہم حرام کے خوف سے نو حصہ حلال بھی ترک دیتے ہیں۔

حضرت عثمان غنیؓ کے فرمودات

اپنے رب کے سوا کسی سے امید مت رکھو اور اپنے گناہ کے سوا کسی سے مت ڈرو ● اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔ ● جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن انسان اپنے خدا کو نہیں پہچانتا ● اس نے خدا کا حق نہیں جانا جس نے مخلوق کا حق نہیں پہچانا ● تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس سے محبت رکھتا ہے ● اس نے خدا کا حق نہیں جانا جس نے مخلوق کا

حضرت علیؓ کے ارشادات

گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے ● بیشک دنیا و آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہے ● میں مردہ کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہوا لیکن احمق کی اصلاح سے عاجز آ گیا ● جہاں تک بات

تیرے منہ میں بند ہے تو تو اس کا مالک ہے جب منہ سے نکل گیا تو وہ تیری مالک ہو چکی علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم ہماری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو ● شریف عالم عاجزی اور کمینہ عالم بڑائی اختیار کرتا ہے۔

مختلف اقوال

جب شیطان انسان سے چار باتوں میں سے ایک حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے مجھے اور کی ضرورت نہیں اس کا تکبر کرنا ۔ اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا اپنے گناہوں کو بھول جانا ۔ مشکبیٹے بھر کرنا (حضرت فضیل ؒ) تین آدمی میرے دوست ہیں ایک وہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے دوسرا وہ جو مجھ سے نفرت کرتا ہے تیسرا وہ جو مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا کیونکہ پہلا محبت کا درس دوسرا احتیاط کا اور تیسرا خود اختیاری کا سبق دیتا ہے (بطلیموس)

جب کوئی گناہ کے وقت بندہ مخلوق سے پردہ کرلیتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو ہی کمتر سمجھا ہے کہ سب سے پردہ کرتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا (شیخ عبدالقادر جیلانی) جتنی محنت سے لوگ جہنم میں جاتے ہیں اس سے آدھی محنت سے جنت میں جا سکتے (ایریس)

دنیا میں چار چیزوں کو ڈھونڈا اور نہ پایا اول عالم بے طمع دوم یار موافق سوم طاعت بے ریا چہارم لقمہ حلال (بایزید بسطامی ؒ)

حضرت حسن بصری ؒ فرماتے تھے کہ کتے میں دس ایسی خصلتیں ہیں کہ ہر شخص کو اختیار کرنی چاہییں (۱) بھوکا رہتا ہے یہ آداب صالحین سے ہے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے یہ علامت صابرین سے ہے (۲) اسکا کوئی مکان نہیں ہوتا یہ علامت متوکلین کی ہے (۳) اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا چاہے وہ جفا کرے یا اس کو مارے علامت مریدان صادقین کی ہے (۴) رات کو کم سوتا ہے یہ صفات شب بیداری اور علامت محبین سے ہے (۵) جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ صفت زاہدین کی ہے (۶) ادنیٰ جگہ پر راضی ہو جاتا ہے یہ علامت متواضعین کی ہے (۷) اس کی جگہ پر کوئی قابض ہو جائے تو وہ دوسری جگہ تلاش کر لیتا ہے یہ نشان راضین کی ہے (۸) یہ مار کا کینہ نہیں رکھتا یہ علامت خاشعین سے ہے (۹) کھانا سامنے رکھا ہو تو دور بیٹھ کے تکتا ہے یہ علامت مساکین میں سے ہے (۱۰) کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو پھر پلٹ کر نہیں دیکھتا یہ علامت غمزدوں میں سے ہے۔

اگر تم اس قدر نماز پڑھو کر پشت خم ہو جائے اور اس قدر روزے رکھو کر باریک بال بن جائے فائدہ نہ پاؤ گے تاوقتیکہ مال حرام سے پرہیز نہ کرو۔ (امام غزالی ؒ)

قافلۂ سالار آزادی ◇ شہزادہ فیروز شاہ

حمیت تیموری کا آخری نشان

[redacted] ماخوذ

خانوادہ بابر کے رنگیلے شاہی نوجوان جو قلعہ معلیٰ اور اس کے قرب و جوار میں رنگ رس کے تھے جو نکبت و افلاس کے باوجود سلاطین کے نام سے خوش ہوتے تھے ان سب میں جس نے بابر کی یاد تازہ کی یہ جوان ہمت فیروز شاہ تھا فیروز شاہ صاحب عالم مرزا ناظم خلف شاہ عالم ثانی کا لخت جگر تھا اپنے والد بزرگوار کی زیر نگرانی علوم مروجہ اور فوجی تربیت مکمل کر چکا تھا۔ قدرت نے اس کی فطرت کو مذہبی رجحانات سے نوازا تھا۔

چنانچہ حج بیت اللہ شریف کا شوق پیدا ہوا اور غالباً شاہان مغلیہ اور موجودہ سلاطین شاہزادوں میں صرف یہی سلطان تھا جو حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ اقدس سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ ادائے فریضہ کے بعد جب ہندوستان واپس پہنچا تو یہاں جنگ آزادی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ شاہزادہ بظاہر بندرگاہ سورت سے جہاز پر سوار ہوا تھا اور اسی بندرگاہ پر جہاز سے اترا جس سے کچھ فاصلہ پر مالوہ کا وہ علاقہ تھا، جہاں جہاد حریت نے شاہزادہ کی تگ و دو کے لیے میدان تیار کر رکھا تھا۔

مفتی انتظام اللہ شہابی تحریر فرماتے ہیں حکومت کرتے لگا توان کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے

وسط اگست میں مالوہ کے اندر سرکشی نے خاص خطرناک صورت اختیار کر لی تھی اس کی قیادت کا منصب فیروز شاہ نام ایک مذہب دوست اور مجاہد شہزادے نے سنبھال لیا مندسور کے مسلمانوں نے دوسرے فرقوں کو ملا کر گوالیار کی حکومت ختم کر دی اور شاہزادہ کی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ وہاں بہت سے مواتی، مکرانی اور افغانی موجود تھے وہ ساتھ ہو گئے مندسور کا حاکم اور کوتوال زخمی ہوا ایک افسر مارا گیا پھر حاکم کے محل پر حملہ ہوا خزانہ لوٹ لیا گیا دفاتر جلا دیئے گئے یہاں کے قدیمی امراء میں ایک شخص مرزا اکبر تھا۔ اس کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔

ایسا بہتر نظم و نسق قائم کیا گیا کہ جنوب سے تمام روابط منقطع کر دیئے گئے مرکزی ڈاک کا سلسلہ بند کر دیا گیا انگریزوں نے قاصدوں کے ذریعہ خبریں بھیجنے کی کوشش کی تو انہیں پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا دہلی چلو کا نعرہ اس وقت بھی بلند ہوا ہوگا۔ چنانچہ شاہزادہ گوالیار سے دہلی کی طرف بڑھا اول دھول پور پہنچا یہاں کے تحصیلدار سے ایک لاکھ روپیہ وصول کیا فقائی طلازم رکھے ابھی آگے نہیں بڑھا تھا کہ شکست دہلی کی خبر اس کے کانوں میں پڑی لہٰذا دہلی کی بجائے آگرہ کا رخ کیا انگریزی فوج نے کالی ندی پر آ کر مقابلہ کیا اور شکست پا کر قلعہ بند پر مجبور ہو گئی خدا جانے کیا مصلحت تھی کہ شہزادہ یہاں سے سوات کی طرف چلا گیا۔ شیخ فضل علی رسالدار جرنیل عبدالصمد اور اس علاقہ کے میواتیوں نے شہزادے کی دہلی کے بقیۃ السیف مجاہد بھی آ کر مل گئے اب یہ جماعتی

جمعیت ۲۶ دسمبر ۱۸۵۷ء کو متھرا پہنچی وہاں اس کے ساتھ ایک اور فوج مل گئی جس میں زیادہ تر ۲۰۰ دیسی پیادہ فوج کے آدمی تھے اور ہیرا سنگھ اس کا صوبیدار تھا اس طرح وسط ہند ناگ پور وغیرہ کے لوگ بھی اس فوج میں آکر شامل ہو گئے۔

یہ شاہزادہ اس جمعیت کے ساتھ فرخ آباد اور شاہجہان پور ہوتا ہوا لکھنؤ پہنچا یہاں ان کا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحب کے مکان میں بسبب قرابت قریبہ اترے۔

سلطان بہو صاحب نے حضرت محل سے کہلا بھیجا کہ میں محتاج ہوں مجھ سے ان کی خدمت کیا ہو سکے گی سرکار سے دوسرا مکان ان کے رہنے کو ملے تو اچھا ہے۔ اس وجہ سے ایک اور مکان علیحدہ ان کو مرحمت ہوا مبلغ پانچ ہزار روپے دعوت کے آئے۔

جب تک لکھنؤ میں مقابلہ جاری رہا شاہزادہ فیروز شاہ اسی جگہ رہا جب لکھنؤ خالی ہوا تو بریلی ۱۸۵۸ء میں مولانا احمد شاہ صاحب کے پاس شاہجہان پور پہنچا اور شاہ صاحب کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا۔ شکست بریلی کے بعد شاہزادہ مولانا احمد شاہ صاحب کے پاس شاہجہان پور پہنچا۔ محمدی میں شاہ صاحب نے اپنی طاقت کو دوبارہ منظم کر کے حکومت قائم کی۔ تو شاہزادہ ان کے ساتھ ہی تھا محمدی کی شکست کے بعد شاہزادہ نے نیپال کی بجائے دوبارہ اودھ کا رخ کیا۔ بسنت پور، بانگر مئو، مصطفیٰ پور، خیر آباد، باڑی وغیرہ میں قسمت آزمائی کی پھر بلہور کے گھاٹ سے دریا گنگا کو عبور کیا۔ اور ملاحوں کو دو سو روپے انعام دیئے۔ بعد ازاں مکن پور درگاہ مدار ہوالی اٹاوہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے شیر پور گھاٹ پر جمنا سے پار اترا جگہ جگہ مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑا اور صحیح سالم نکلتا چلا گیا جنوری ۱۸۵۹ء کو وہ اندر گڑھ میں تانتیا ٹوپے سے جا ملا ۲۱ جنوری ۱۸۵۹ء کو اس سے الگ ہوا۔ اپریل ۱۸۵۹ء میں وہ سرونج کے جنگلوں میں تھا۔

اس کے بعد یہ تو تسلیم ہے کہ ہندوستان سے صحیح سالم بچ کر نکل گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ ہندوستان سے نکل کر کہاں پہنچا کمال الدین حیدر مصنف قیصر التواریخ لکھتے ہیں۔

آخر کار اٹک دریا اتر کر کابل سے ہو کر داخل ملک ایران ہوا۔ وہاں سے رہبری پا کر داخل ملک روس ہوا۔ کہتے ہیں وہاں اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہیں وہاں کی سلطنت سے بحیثیت ناموری کچھ کفالت ہوتی ہے۔

مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی تحریر فرماتے ہیں روس ہو کر حجاز چلے گئے مکہ معظمہ میں اقامت اختیار کی [illegible]ء میں انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ایجنسی ہولڈرز متوجہ ہوں!

ہفت روزہ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈرز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بقایاجات و فہمید کے سلسلے میں مولانا اللہ وسایا صاحب کو ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے لہٰذا آپ حضرات اس سلسلے میں اپنا رابطہ مولانا اللہ وسایا صاحب سے رکھیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن۔ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

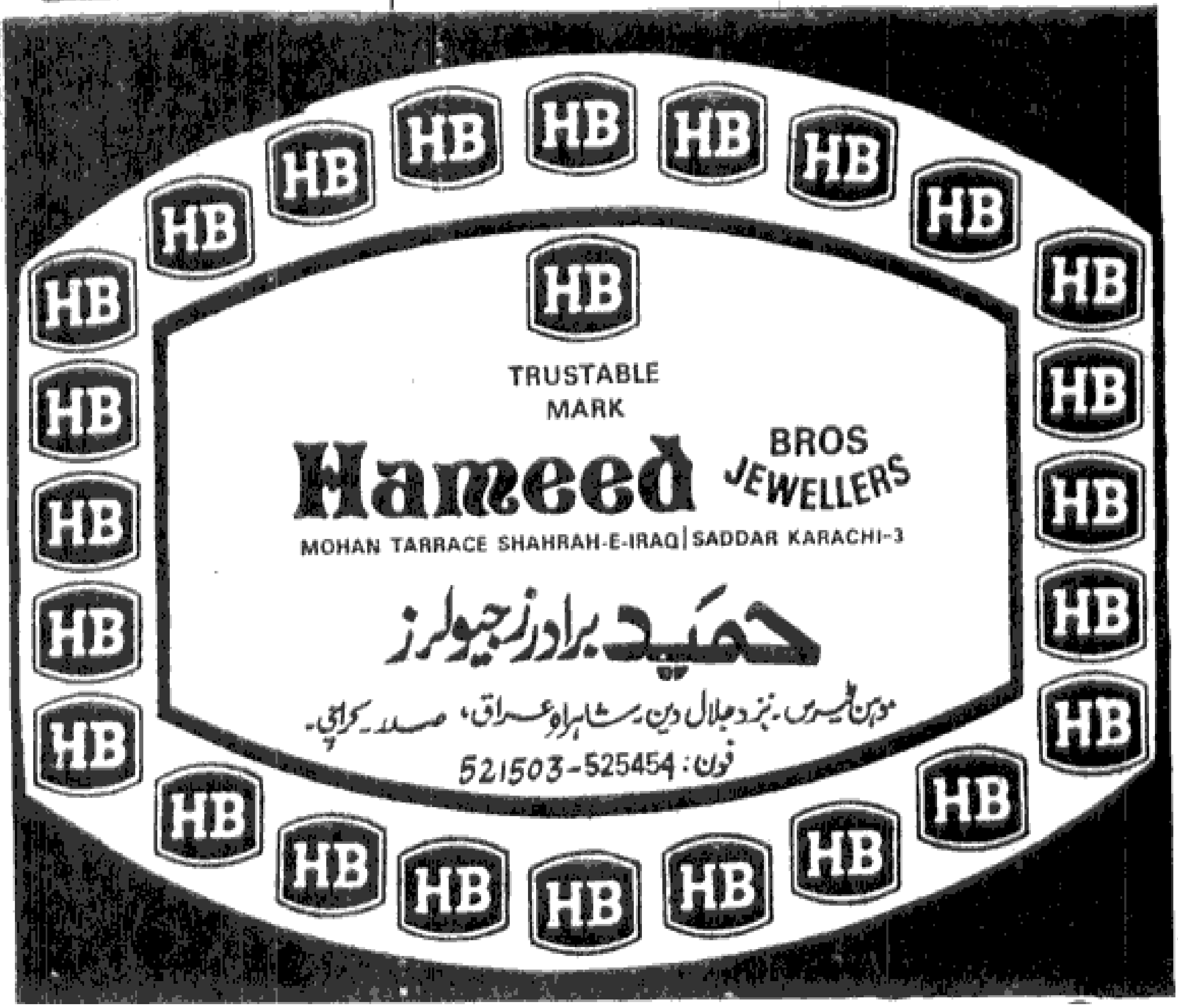

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان سے

دردمندانہ اپیل

○ قادیانی آئین وقانون سے بغاوت کرکے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔
○ مبینہ طور پر الجزائر ترکی، جاپان، رومانیہ میں آپکے دورِ اقتدار میں قادیانی سفیر براجمان ہیں۔
○ یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی تعینات کیا گیا۔

آپ نے اپنے حالیہ دورہ (جون ۹۲ء) میں لندن جاکر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی عیادت کی۔ یہ وہ کمبخت ہے جس نے ۷۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کی قرارداد کے پاس ہونے پر پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دے کر پاکستان کی ملازمت و رہائش ختم کر دی تھی۔ ایسے باغی سے آپ کا ملنا اسلامیانِ عالم سے ناروا زیادتی ہے۔

○ فوج کے ایک افسر لعیم قادیانی کو آپکے دور میں ترقی سے نوازا گیا اور آگے پوری فوج پر چھا جانے کیلئے قادیانی راستہ کھل گیا
○ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے حق میں چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔
○ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی طبع شدہ سالانہ رپورٹ برائے ۷۶ - ۱۹۷۷ء کے صفحہ ۱۵۲ پر سفارش ۲۳ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی سفارش کر چکی ہے۔
○ وفاقی وزارت مذہبی امور نے سپیشل پیغام تحریری نمبری ۲۰۔ اے۔ ڈی۔ جے ۹۲ء میں اسکے حق میں زوردار رپورٹ سفارش کی ہے۔
○ وفاقی وزارتِ داخلہ اور وزارتِ قانون نے مذہب کے خانے کے اضافے کی تجویز پاس کی۔
○ قومی و دینی رہنماؤں نے آپ سے اور صدرِ مملکت سے بالمشافہ اس کا مطالبہ کیا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدرِ مملکت نے واضح یقین دہانیاں اور صریح وعدے فرمائے۔
○ تمام مکاتبِ فکر کی دینی جماعتوں کا یہ ایک متفقہ مطالبہ ہے۔
○ اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والی حکومت مذہب کے نفاذ کے وعدے کا ایفا تو درکنار صرف لفظ مذہب شناختی کارڈ میں درج کرنے سے گریزاں ہے۔ آخر کیوں؟

حق تعالیٰ آپ کو امتِ مسلمہ کے جذبات کے احترام کی توفیق بخشیں۔ آمین

آل پارٹیز مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

اطلاع

ہم قارئین ختم نبوت و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص احباب کو مطلع کرتے ہیں کہ ہفت روزہ ختم نبوت کی جعلی رسید بک پر ہفت روزہ کے نام سے چندہ وصول کیا جا رہا ہے لہذا آپ ایسے حضرات سے ہوشیار رہیں۔

نیز یہ کہ اس سلسلے میں تحقیقات اور قانونی کاروائی کے لئے مولانا اللہ وسایا صاحب کا تقرر کیا گیا اگر کسی صاحب کو اس جعل ساز کے بارے میں علم ہو تو وہ مولانا اللہ وسایا سے رابطہ قائم کرے۔

شکریہ مولانا عزیز الرحمٰن۔
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

بقیہ : چلتے چلتے

ہو سکتی ہے، اور یقیناً ہے تو پھر ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑیگی کہ مرزا طاہر اور ایل کے اڈوانی کے بیان میں مطابقت اور ہم آہنگی دونوں کی ملی بھگت ہے۔ جامعہ ملیہ کا

بحران بھی قادیان سے سالانہ جلسہ کے بعد ہوا اور ایل کے اڈوانی نے بیان بھی قادیانی جلسہ کے بعد ہی دیا۔ اس لئے دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

ایل کے اڈوانی ایک متعصب ہندو ہیں، جن کے دل میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جبکہ فتنہ قادیانیت کی نیو ہی اسلام اور مسلم دشمنی پر اٹھائی گئی ہے اس نیو کا بانی فرنگی سامراج تھا آج بھی یہ جماعت فرنگی سامراج کا کھا کر اس کی نمک حلالی میں مصروف ہے۔ مسلمانوں کو اس نقطۂ نگاہ سے فتنۂ قادیانیت کو سمجھنا اور پھر اس سے بچنا اور دوسروں کو بچانا چاہئے۔

بقیہ : حقوق والدین

ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی آپؐ کے پاس حاضر ہوا اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں بدمزاج ہے۔ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نو مہینے تک مسلسل جب تجھے پیٹ میں لیئے لیئے پھرتی رہی اُس وقت تو بدمزاج نہ تھی وہ شخص بولا حضرت میں سچ کہتا ہوں کہ وہ بدمزاج ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات بھر تیری خاطر جاگتی تھی اور اپنا دودھ تجھے پلاتی تھی اُس وقت تو بدمزاج نہ تھی آدمی نے کہا حضرت میں ان سب باتوں کا بدلہ دے چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تو نے کیا بدلہ دیا ہے وہ شخص بولا میں اپنے کاندھوں پہ اپنی ماں کو بٹھا کر اُس کو حج کرایا ہے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے فرمایا کیا تو اُسے دردِ زہ کی تکلیف کا بدلہ بھی دے سکتا ہے جو تیری پیدائش کے وقت اُس نے اٹھائی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نیک اولاد بھی اپنے ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے تو اُس کے بدلے میں اللہ کریم اس کو ایک مقبول حج کا ثواب بخشتے ہیں صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی دن میں سو بار اس طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے آپؐ نے فرمایا جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے تصور سے بہت بڑا اور بالکل پاک ہے (مسلم)

بقیہ : صبر کا پھل میٹھا

ذکر سے پس اگر میں اس کو تندرستی دونگا تو پہلے سے بہتر دونگا اور اگر موت دونگا تو اپنی رحمت میں اس کو جگہ دونگا حضرت داؤد علیہ السلام نے سوال کیا اے اللہ جو تیرے لیے مصیبت پر صبر کرے اس کی جزا کیا ہے۔ ارشاد ہوا میں اس کو خلعت ایمان پہناؤں گا اور کبھی ایمان سے جدا نہ کرونگا اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کے جسم یا مال بچوں میں مصیبت پہنچے اور وہ صبر کرے تو مجھے اس سے حساب کرتے ہیں اور اعمال تولنے میں شرم آتی ہے (یعنی اللہ اس کو بغیر حساب و کتاب بخش دے گا) اور حدیث میں ہے۔ من اصاب مصیبۃ فصبر واحتسب غفر اللہ لہ۔ جس کو مصیبت پہنچے پھر وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو اللہ اس کو بخش دیتا ہے اور حدیث میں ہے اللہ فرماتے ہیں میں جس کی بینائی کھو دیتا ہوں اسے اپنے دیدار سے مشرف کرونگا

صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت زدہ اسی طرح ہشاش بشاش رہے جیسے اس کو مصیبت پہنچی تھی نہ ہو۔ حدیث میں ہے صبر جمیل کرنے والے پر جنت واجب ہوجاتی ہے صحابہؓ نے پوچھا صبر جمیل کیا ہے آپ نے فرمایا من فتح عینہ وکل لسانہ جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور زبان گونگی ہو یعنی خاموش ہو جزع فزع نہ ہو۔ اور حدیث میں ہے صبر جمیل سے وہ چیز جس پر صبر کیا ہے دوبارہ مل جاتی ہے۔

(جلیس الناصحین)

بقیہ : فتح مکہ

بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بڑا بت جس کا نام "ہبل" تھا کعبہ کی چھت پر کھڑا تھا۔

حضورؐ چھڑی سے اشارہ کرتے جاتے تھے اور لسان اقدس سے فرماتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ہ اور صنم پرستوں کے خداؤں کے وجود سے کعبہ کو پاک کر دیا۔ اور پھر ۲۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضورؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔

اس دن دشمن اصحابؓ رسولؐ کے وجود میں آگ لگی ہوئی تھی کہ جن کے ایمان کے بارے میں ہم نے کہا کما امن السفہاء کہ ہم بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں۔ آج وہ اپنے محبوب کے ساتھ ہم پر غالب آگئے ہیں۔ جنہوں نے ہجرت پر مجبور کیا آج بھاگنے پر مجبور ہیں۔ سوائے آمنہ کے لال کے قدموں کے اور جائے پناہ نہیں۔ پھر محمدؐ کے یاروں نے اپنا سب کچھ اطاعت رسولؐ اور اسلام کی سربلندی سمجھا تو پھر عمر بن خطابؓ اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ جیسے اسلام کے عظیم سپوتوں کے دور خلافت میں اسلام کا غلبہ تھا۔ اور جنہیں کھانے کے لیے کچھ ملتا نہیں تھا۔ بھوک کی وجہ سے پتھر پیٹ پر بندھے ہوتے تھے آج ان کے نام سے قیصر و کسریٰ، رومی اور ایرانی سب لرزہ براندام تھے۔ اور آج بھی ہیں۔ (وما توفیقی الا باللہ)

بقیہ : خوشنودہ دل

بیعت کرلی سب سے آخر میں حضرت عمرو بن العاصؓ آگے بڑھے اور شرمندگی سے سر جھکا دیا ندامت سے سر نہ اٹھتا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں ارشاد نبویؐ ہوا اسلام حالت کفر کی خطائیں دھو ڈالتا ہے ہجرت پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج بھی گناہوں کو مٹا دیتا ہے چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عثمان بن طلحہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ ایک ساتھ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے۔

بقیہ : امن عالم اور سیرت نبویؐ

ہے۔ امن و سلامتی کا وہ نعرہ بلند ہوتا ہے جو قتل و غارت گری کے سیلابوں اور دشمنی و عداوت کی آندھیوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے آپؐ اعلان کرتے ہیں "آج تم پر کوئی گرفت نہیں" اور پھر اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر مکہ والوں کو غلامی کی ذلت آمیز زنجیروں میں جکڑنے کے بجائے انہیں آزادی کے تمغہ سے سرفراز کرنے کے لئے اعلان کرتے ہیں

"جاؤ تم آزاد ہو" امن و آشتی میں ڈوبے ہوئے اس اعلان سے خوف و ہراس کے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں۔ قتل و غارت گری کے سیلاب اور دشمنی و عداوت کی آندھیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ بیٹے کے قاتل کو باپ گلے لگاتا ہے تو بھائی کے قاتل کو بھائی معاف کر رہا ہے اور تاریخ دیکھتی ہے کہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی قسمیں کھانے والے آپؐ کے قدموں میں سر رکھ دیتے ہیں اور امن و سلامتی کا وہ سفید انقلاب برپا ہو جاتا ہے جس کی نظیر تاریخ کے صفحات پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

امن و سلامتی کے پیامبر کا کردار اور صلح و آشتی کے داعی کی تعلیمات مکہ مکرمہ کو امن کا گہوارہ بنا دیتی ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ جہاں قتل و غارت گری کی انگیٹھیاں جلا کرتی تھیں۔ جہاں کمزور و بیکسوں پہ ظلم ڈھانے کی پلاننگ ہوا کرتی تھی، اسے دنیائے انسانیت کے بطور نمونہ خطۂ امن قرار دیا جاتا ہے اور یہ اعلان ہوتا ہے اور اس خطۂ امن میں الحاد و بے دینی کے خواب دیکھنے والوں کے لئے ابد تک ذلت و رسوائی اور عذاب الیم کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

امن و سلامتی اور صلح و آشتی کے پیامبر کی سیرت طیبہ میں جو غزوات و سرایا ملتے ہیں اور جہاد کا جو تصور نظر آتا ہے۔ وہ دہشت گردی اور تشدد کے خاتمہ کا ایک منطقی راستہ ہے انسانیت کے جسم سے تعصب اور جاہلیت کے خطرناک ناسور کے آپریشن کا راستہ تھا۔ جو مریض جاں بلب انسانیت کی زندگی کے خاتمہ کا لازم ثابت ہو سکتا ہے۔ جہاد قتل کا نام نہیں بلکہ جہاد ان اسباب کے ازالہ کا نام ہے جو قتل و غارت گری کا سبب بن کر عالم انسانیت کے امن و اماں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جاہلیت کے تمام خون معاف کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے خاندان کے ایک فرد کا خون بہا معاف کر کے آپؐ نے امن عالم کے محل کی آخری اینٹ رکھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ "تم بہت خون ریزیاں کر چکے ہو۔ اب اسلام آگیا ہے جو صلح و آشتی کا دین ہے جس طرح روشنی کے بعد اندھیرے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا اسی طرح اسلام کے بعد دہشت گردی اور فتنہ و فساد کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔

اگر اسلام کے نام لیوا اس انتہائی سادہ اور واضح فلسفہ کو سمجھنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان امن و سلامتی کا پیکر بن کر

عالم انسانیت کو پھر سے صلح و آشتی کا گہوارہ بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور امن عالم کے نام نہاد ٹھیکیدار کو یہ باور کرا سکتے ہیں کہ امن و سلامتی کا پرندہ کوئی عنقاء نہیں اور اس کا حصول کوئی ناممکنات میں سے نہیں ہے۔

بقیہ : مسیحیت کامل

(یسعیاہ ۴۲/۴) اس کے بعد پولس بھی کئی احکام کی عدم موجودگی کا اظہار کر کے اور اپنے علم و نبوت کو ناقص، ناتمام اور موقوف ہو جانے والی قرار دے کر ایک کامل دائمی اور کامل تعلیم کے ظہور اور آمد کا اعلان کرتے ہیں لہٰذا ہمارے مسیحی بھائیوں کو چاہیے کہ وہ مسیح اور پولس کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کامل تعلیم اور دائمی نبوت والے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن بابرکات پر نجات سے وابستہ ہو کر اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل کر لیں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

بقیہ : رحمت عالم ﷺ

پیغام دیا تو سارا عرب ان کے خلاف ہو گیا۔ مگر آپ نے اپنے عمدہ اخلاق سے ان کو متاثر کیا۔ آپ گالیاں کھاتے ظلم سہتے مگر ان کے بدلے میں دشمنوں کو دعائیں دیتے۔ آپ نے کبھی ظالموں سے ان کے ظلم کا انتقام نہیں لیا۔ آپ پر طائف میں تبلیغ کے دوران پتھر برسائے۔ آپ لہولہان ہو گئے یہاں تک کے آپ کے جوتے بھی خون سے بھر گئے۔ مگر وہاں بھی آپ کی رحمت جوش میں آئی۔ آپ کے پاس اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔

اور آپ سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو طائف کے اونچے پہاڑوں کو اللہ کے حکم سے زمین سے ملا دیا جائے تاکہ یہ وحشی ان کے درمیان پس جائیں یا حکم دیں تو اتنی شدید بارش ہو کہ یہ سب پانی میں ڈوب جائیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا رحمت بن کر آئے تھے انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا سے یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو سیدھا راستہ دکھا یہ مجھ کو نہیں جانتے ان کو نہ تباہ فرما کہ شاید ان کی آئندہ نسلوں سے کوئی میرا نام لینے والا پیدا ہو۔ اور خدا کی قدرت دیکھئے کہ چند برسوں میں طائف کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انسانوں پر مہربانی کی تلقین کرتے بلکہ جانوروں تک پر مہربانی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتے اور یہ انہیں کی تعلیم کا اثر تھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں یہ کہا تھا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے گا تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔

حضور صلی اللہ کے تمام اخلاقی اعمال اس قدر پختہ اور مستحکم تھے کہ تمام عمر ان میں ذرا بھی فرق نہیں آیا صلہ رحمی آپؐ کا شعار رہا۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ اگرچہ بعض لوگوں کی حرکتیں پسند نہ آتیں۔ تو کبھی برملا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرماتے اس کی ایک مثال دیکھئے ایک بار ایک شخص نے ملنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اچھا آنے دو۔ وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں ہے لیکن جب وہ شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی حضرت عائشہؓ کو اس پر تعجب ہوا اور آپ سے انہوں نے دریافت کیا کہ آپ تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے پھر اس سے نرمی اور محبت سے پیش آئے آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے برا وہ شخص ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک عورت آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی۔ اور جب ایک دن کانٹے بچھے ہوئے نہ ملے تو سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے تو آپؐ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔

صرف میں نے چند مثالوں پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ ایسے ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی صلہ رحمی اور اعلیٰ و ارفع اخلاق کا ثبوت ملتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آج ہمارے لئے مشعل راہ ہیں ان کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم اس دنیا میں امن و سلامتی کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک نسخہ کیمیا یعنی قرآن کریم عطا فرمایا ہے جو ہماری ہدایت، خیر اور نجات کا سرچشمہ ہے ان کی رحمتیں آج بھی ان کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں جو ہی آج دنیا کے لئے راہبر اعظم ہے

بقیہ : اداریہ

سے خلاف سخت زبان استعمال کرتا ہوں تاکہ عوض معاوضہ گلہ ندارد اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کو سیالکوٹ کی کچہری سے پندرہ روپے ماہوار کی تنخواہ چھڑوا کر قادیان لے جانے اس کو نبوت پر آمادہ کرنے اور بعد ازاں اس سے نبوت کا دعویٰ کرانے والے انگریز عیسائی ہی تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھ کر اپنے ڈھونگ نبوت کا بھانڈا عین بیچ چوراہے کے خود ہی پھوڑ دیا۔

ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انگریز حکومت نے نظام تعلیم جاری کر کے یہاں کے نوجوانوں کو مغرب کا دلدادہ بنا دیا اور اس کے ساتھ ہی نظام نبوت جاری کیا اور اس کی مکمل پشت پناہی کر کے سادہ لوح لوگوں کو دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد و زندیق بنا دیا۔ اب جتنے بھی فتنے مسلمانوں کے خلاف دنیا میں اٹھ رہے یا اٹھائے جا رہے ہیں یہ اسی انگریزی نظام نبوت کی کرشمہ سازیاں ہیں عیسائی ہوں یا قادیانی ان میں کبھی مغائرت نہیں رہی یہ دونوں پہلے ہی سے ایک ہیں اس لئے ملاوی میں عیسائی قادیانی گٹھ جوڑ کوئی نئی بات نہیں شروع سے ہی چلا آ رہا ہے۔ البتہ اس کا انسداد اور توڑ پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جہاں تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعلق ہے وہ وسائل کے فقدان اور مالی دشواریوں کے باوجود ہر جگہ فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ کر رہی ہے جبکہ عالمی مجلس کو کسی حکومت کی سرپرستی و تعاون حاصل نہیں ہے اور یہ کام مسلمان حکومتوں کا ہے کہ وہ عیسائی مشنریوں۔ قادیانی سازشوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے گٹھ جوڑ کا سدباب کریں۔ ہم حکومت سعودی عربیہ، رابطہ عالم اسلامی اور پاکستان حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ ملاوی کی صورت حال پر غور کریں اور وہاں مساجد کو آباد کریں۔ ائمہ و خطباء کی تقرری اور دینی مدارس کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

بمقام مسلم کالونی
صدیق آباد ربوہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

گیارھویں سالانہ

عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

بتاریخ:
۸،۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء
بطابق
۱۰، ۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
بروز جمعرات

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمد للہ یہ گیارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سابقہ روایات کو اپنے دامن میں لیے پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔
اس کانفرنس میں نہ صرف پاکستان کے بلکہ دنیا بھر کی اہم شخصیتیں، ممتاز علماء کرام و مذہبی اسکالر نامور خطیب اور تمام مکاتب فکر کے نمائندے شرکت فرمائیں گے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی پرزور اپیل ہے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبر ۴۰۹۷۸

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت